5
ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء
ہدیہ چار آنے
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

درود کا بیان

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِ ھَالِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرْ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْمَوْضِعَیْنِ

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ملاقات کی مجھ سے کعب بن عجرہ نے اور کہا کیا میں تجھ کو وہ چیز ہدیہ نہ دوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے کہا ہاں مجھ کو وہ ہدیہ ضرور دے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلعم آپ پر اور اہل بیت پر ہم کس طرح درود بھیجیں۔ خداوند تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم کو سکھا دیا ہے۔ آپ نے کہا اس طرح کہو:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ (بخاری و مسلم) لیکن مسلم کی روایت میں دونوں مقامات پر علیٰ ابراہیم نہیں پایا جاتا۔

درود کی فضیلت

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو مجھ پر اکثر درود پڑھنے والا ہے۔

سلام کی فضیلت

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ (رواہ النسائی والدارمی)

ترجمہ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرنے والے ہیں۔ جو میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجے۔ مگر یہ کہ اللہ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ (رواہ النسائی)

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ اپنے گھروں کو قبروں کی مانند نہ بناؤ اور میری قبر پر عید اور خوشی نہ کرو۔ البتہ مجھ پر درود بھیجو۔ اس لئے کہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَیْہِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ یُّغْفَرَ لَہٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَہٗ اَبَوَاہُ الْکِبَرَ اَوْ اَحَدُھُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاہُ الْجَنَّۃَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو۔ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے اور اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو کہ رمضان اس پر آیا اور گذر گیا اور اس نے مغفرت حاصل نہیں کی اور خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی کہ اس کے ماں باپ نے اس کے سامنے بڑھاپا پایا یا ان میں سے کسی ایک نے اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہیں کیا۔

عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَّالْبِشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَآءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَّلَا یُسَلِّمَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا (رواہ النسائی والدارمی)

ترجمہ۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اس وقت آپ کا چہرہ بشاش تھا آپ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ آپ کے پروردگار نے فرمایا ہے کہ اے محمد صلعم! کیا تجھ کو یہ پسند نہیں ہے کہ تیری امت میں سے کوئی شخص تجھ پر درود بھیجے اور میں دس مرتبہ اس پر رحمت نازل کروں۔ اور تیری امت میں سے کوئی تجھ پر سلام بھیجے اور میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

سلام اُس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

محمد شفیع عمل الدین

خسارہ مند کون ہیں

قسط سوم

(گزشتہ سے پیوستہ)

۱۹۔ غافل

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المنٰفقون آیت ۹)

ترجمہ۔ اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کریگا سو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

یعنی مال اور اولاد کی فراوانی سے اللہ تعالےٰ کے ذکر سے بے پرواہ نہ ہو جائے۔ ورنہ نتیجہ خسارہ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ مال و دولت دے کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جانچتا ہے کہ کون انکے ہوتے ہوئے بھی غافل نہیں ہوتا اور اس کی طرف جھکا رہتا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ (سورۃ التغابن آیت ۱۵)۔ ترجمہ۔ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے محض آزمائش ہیں۔

۲۰۔ گمراہ

مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِیْ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۸)۔ جسے اللہ تعالےٰ ہدایت دے وہی راہ پاتا ہے اور جسے گمراہ کرے پس وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کو فطرت سلیمہ پر پیدا کیا ہے۔ مگر وہ اپنی غلط کاریوں کے باعث گمراہوں کی روش اختیار کر کے خود ہی گمراہ ہو جاتا ہے اور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

اب اس گمراہی سے بچنے کے لئے اسے اپنے آپ کو احکام اللہ اور احکام الرسول کا تابع کرنا ہوگا۔

۲۱۔ خسارہ سے بچنے والے

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (العصر)۔

ترجمہ۔ زمانہ کی قسم ہے۔ بے شک انسان گھاٹے میں ہے۔ مگر جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے۔

حاصل یہ نکلا کہ گھاٹے سے بچنے کیلئے چار اوصاف کی ضرورت ہے۔

(۱) ایمان لانا۔ یہ بنیادی اصول ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی اور جو کوئی اللہ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا تو وہ شخص بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔ (النساء آیت ۱۳۶) حاصل کلام ایماندار کو چاہیئے

(۱) اللہ تعالےٰ کو مانے۔ ایمان باللہ کے بعد اس کے جملہ اوامر و نواہی پر عمل کرنا اس کے ذمّے فرض ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں کی رسالت پر ایمان رکھے۔ ایمان بالرسالت کے بعد ہر فعل میں اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ذمے فرض ہو جاتی ہے۔

(۳) قرآن کریم پر ایمان رکھے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب انسانوں کے لئے آخری اور قیامت تک واجب العمل نازل شدہ قانون ہے۔ جس پر چل کر ہر انسان دونوں جہانوں میں کامیاب ہوگا۔

(۴) جو کتابیں پہلے حضرات انبیاء علیہ السلام پر نازل ہوئیں۔ ان پر ایمان رکھے۔

(۵) فرشتوں پر ایمان لانا کہ وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے۔

(۶) تمام حضرات، انبیاء اور رسولوں علیہم السلام پر ایمان لائے۔

(۷) قیامت کے دن کو برحق جانے جس دن سب مخلوق دوبارہ زندہ ہو کر میدان حشر میں اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہوگی۔ اچھے اور بُرے عمل وزن کئے جائیں گے۔ جنت یا جہنم میں جانا پڑے گا۔

۲۔ عمل صالح یعنی نیک کام کرنا۔ یعنی اپنی زندگی قال اللہ و قال الرسول کے سانچے میں ڈھالے۔ عمل صالح وہ ہے۔ جس کے کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ اپنے ایمان کا ثبوت عملی زندگی سے دکھائے۔ قول اور فعل دونوں میں یکسانیت ہو۔ اور دونوں سے ایمان کا پہلو نمایاں ہو۔

۳۔ سچے دین کی دوسروں کو تاکید کرنا۔ یعنی ایماندار بنی نوع انسان کا بڑا خیر خواہ ہے۔ اس کی یہی آرزو رہتی ہے کہ اللہ کے سب بندے سچے اور پکّے مسلمان بن کر رہیں۔ ان سب کی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق بسر ہو۔ جس طرح وہ ایمان اور عمل صالح دو اصولوں پر خود چل رہا ہے۔ ہر ممکن کوشش سے وہ دوسروں کو بھی انہیں اصولوں پر چلانا چاہتا ہے۔ خود نیک کردار ہے۔ دوسروں کو بھی با اخلاق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ بقول حضرت عثمانیؒ تیسرے محض اپنی انفرادی صلاح و فلاح پر قناعت نہ کرے۔ بلکہ قوم ملت کے اجتماعی مفاد کو مدِّ نظر رکھے۔ جب دو مسلمان ملیں ایک دوسرے کو اپنے قول و فعل سے سچے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنیکی تاکید کرتے رہیں۔

۴۔ تحمل اور صبر کی تاکید کرنا۔ اس راستہ میں جس قدر مشکلات پیش آئیں ان کو ہمت سے برداشت کرنا چاہیئے۔ کوئی مشکل انہیں سچائی اور نیکی کے راستے سے گامزن ہونے سے نہ روک دے۔

۲۲۔ دین سے محرومی

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّھُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْہُ مَالُہٗ وَوَلَدُہٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝ (نوح آیت ۲۱)

ترجمہ۔ نوح نے کہا۔ اے میرے رب بیشک انہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور اسکو مانا جس کو اسکے مال اور اولاد نے نقصان کے سوا کچھ بھی فائدہ نہ دیا۔ یعنی قوم نے حضرت نوح علیہ السلام آپ کا اتباع نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ مالداروں کے پیچھے اور انکے کہنے پر لگے۔ حالانکہ وہ مالدار انہیں تباہ کر رہے تھے جو خود بداخلاق تھے۔ جن کے اتباع سے سوائے گھاٹے کے انہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔

۲۳۔ دعا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (الاعراف آیت ۲۳)

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔ آمین یا رب العٰلمین

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء | شمارہ ۱۲

گداگری کے خلاف مہم

گداگری نہایت ذلیل ترین پیشہ ہے ایک شریف انسان اپنی غیرت کو خیرباد کہہ کر ہی اس کو اختیار کر سکتا ہے۔ دنیا کا نہ کوئی مذہب اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ کسی ملک کے قانون میں اس کے لئے کوئی گنجائش ہے۔ اس کے باوجود گداگری ہر قوم اور ہر ملک میں پائی جاتی ہے۔ لیکن اسلامی ممالک میں گداگروں کی تعداد غیر مسلم ممالک سے بہت زیادہ ہے۔ پاکستان بھی اس معاملہ میں کسی اسلامی ملک سے پیچھے نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک اندازہ کے مطابق صرف لاہور میں گداگروں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے۔ ان میں سے اکثر ہٹے کٹے اور صحت مند ہیں۔ یہ پیشہ ور گداگر ہیں جو اپنے پیشہ کے ذریعہ کافی روپیہ کماتے ہیں۔ ان کی وجہ سے بعض اوقات مستحق سائل بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ اگر یہ پیشہ ور گداگر اسی حد تک محدود رہتے تو شاید کسی کو ان کے خلاف شکایت نہ ہوتی۔ لیکن ان کی وجہ سے بعض سنگین جرائم کا ارتکاب ہوتا ہے۔ مثلاً معصوم بچوں کا اغوا اور ان کو زبردستی اپاہج بنانا۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے پیشہ ور گداگر کسی بھی ہمدردی کے مستحق نہیں۔ ان کے خلاف جو بھی کارروائی کی جائے۔ ہر سمجھدار انسان اس کی تاکید کرے گا پاکستان میں پیشہ ور گداگری کا انسداد کرنے کے لئے اب تک کوئی منظم کارروائی نہیں کی گئی۔ لاہور کی پولیس سال میں ایک آدھ بار ایسے گداگروں کی پکڑ دھکڑ کرتی ہے۔ چند دن ہوئے مال روڈ اور اسکے نواحی علاقہ سے کچھ گداگروں کو پھر گرفتار کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے گداگری کا انسداد نہیں ہو سکتا۔ اس کے خلاف منظم مہم چلانے کی ضرورت ہے۔ پہلے دارالمساکین قائم کئے جائیں۔ جہاں مستحق گداگروں کے قیام و طعام کا انتظام کیا جائے۔ اس کے بعد قانون بنایا جائے جس کی رو سے گداگری کو جرم قرار دیا جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس طرح یہ لعنت ہمارے ملک سے دور ہو جائیگی۔

ہماری موجودہ حکومت نے معاشرہ کی اصلاح کے لئے جو کچھ کیا۔ وہ سب کے سامنے ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس میں اس کو کامیابی ہوئی یا نہیں۔ معاشرہ کی اصلاح کے سلسلہ میں گداگری کا مسئلہ بھی حکومت کی فوری توجہ کا محتاج تھا۔ لیکن خدا جانے اب تک اس نے اس طرف کیوں توجہ نہیں دی۔ اب ہم حکومت کی توجہ اس مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ ہماری رائے میں حکومت کو اس طرف جلد توجہ دینی چاہیئے۔ اگر ہماری نئی حکومت گداگری کا انسداد کرنے میں کامیاب ہو گئی تو یہ اس کا زندۂ جاوید کارنامہ ہوگا۔ جس کے لئے ہماری آنے والی نسلیں اسے ہمیشہ خراج تحسین پیش کرتی رہینگی۔

اشتہار بر دیوار

مادی ترقی کے موجودہ دور میں تبلیغ و اشاعت کے نئے نئے طریقے ایجاد کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ دیواروں پر اشتہار لگانے کا بھی ہے دیواروں پر اشتہار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ اشتہار ہیں جو برش سے دیواروں پر لکھے جاتے ہیں۔ یہ تو اس وقت تک دیوار پر لگے رہتے ہیں۔ جب تک ان کو صاف کر کے ان کی جگہ دوسرا اشتہار نہ لکھا جائے یہ اشتہار زیادہ تر سینما اور دواؤں کے ہوتے ہیں۔ یہ ہماری قوم کے رجحانات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ ہمیں ان کو دیکھ کر جتنا دکھ ہوتا ہے۔ اس کو ہم بیان کرکے قارئین کرام کو اپنے دکھ میں شریک کرنا نہیں چاہتے ؎

در انجمنِ خویش مدہ راہ چوں منے را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

دوسری قسم ان اشتہارات کی ہے جو کاغذ پر چھاپ کر دیواروں پر چسپاں کئے جاتے ہیں۔ ان میں مذہبی اور سیاسی جلسوں اور جلوسوں کے اشتہارات کے علاوہ تبلیغی پوسٹر بھی شامل ہیں۔ اول الذکر اشتہارات میں اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی درج ہوتے ہیں۔ اور مؤخر الذکر میں قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے متن یا تراجم پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ اشتہارات جب تک دیواروں پر چسپاں رہتے ہیں۔ لوگ ان کو پڑھتے اور ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد یا تو وہ خود بخود پھٹ جاتے ہیں۔ یا ان کی جگہ دوسرے اشتہار لگانے کے لئے ان کو پھاڑ دیا جاتا ہے۔ ان پھٹے ہوئے اشتہارات کے متعلق مناسب احتیاط نہیں کی جاتی۔ ان کو لاپرواہی سے نالیوں اور گندی جگہوں پر ڈال دیا جاتا ہے اور وہ اکثر پاؤں تلے روندے جاتے ہیں۔ اس طرح کتاب و سنت کی بے حرمتی اور توہین ہوتی ہے۔ خطرہ ہے کہ ان کو شائع کرنے والوں پر اس کا وبال نہ پڑے۔ اس لئے ہم ایسے افراد اور اداروں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس خطرہ سے بچنے کے لئے تبلیغی پوسٹروں کی بجائے چھوٹے چھوٹے رسالوں کی شکل میں کتاب و سنت کی اشاعت کا دیرپا اور زیادہ موثر طریقہ اختیار کریں۔

وما علینا الا البلاغ

سرخ نشان

اگر آپ کے نام اور پتہ کی چٹ پر سرخ نشان ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کا چندہ ختم ہے۔ اس کے بعد آپ کا فرض ہے کہ یا تو چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ یا ہمیں وی پی بھیجنے کے لئے تحریر کر دیں۔
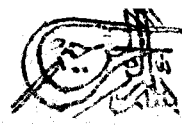
خطبہ یوم الجمعۃ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ قیامت کی آمد کا بھی ہے۔ جو شخص قیامت کی آمد کا قائل نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے چنانچہ قرآن مجید میں سورۃ فاتحہ کے بعد سب سے پہلی سورۃ بقرہ ہے۔ سورۃ بقرہ کے پہلے ہی رکوع میں ایمانداروں کی صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک صفت "وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ" ہے۔ ترجمہ۔ "اور وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں"۔ لفظ آخرت سے مراد قیامت ہے۔ لہٰذا آج کے خطبہ کا عنوان

قیامت سے متعلقہ حالات

قیامت کے دن نظامِ عالم میں جو تبدیلیاں ہونگی ان سے متعلقہ اعلانات

پہلا

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝

ترجمہ۔ جب سورج کی روشنی لپیٹی جائے اور جب ستارے گر جائیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔

یعنی

اس کی لمبی شعاعیں جن سے دھوپ پھیلتی ہے۔ لپیٹ کر رکھ دی جائیں۔ اور آفتاب بے نور ہو کر رہ جائے۔ اس کے علاوہ سب ستاروں کا نور زائل ہو جائے اور پہاڑ ہوا میں اُڑتے نظر آئیں۔ مطلب یہ ہے کہ موجودہ نظامِ عالم کو درہم برہم کر دیا جائے گا۔ یہ نظام دراصل انسانوں کے آرام کیلئے تجویز کیا گیا تھا۔ جب انسان ہی دنیا سے ختم کر دیئے گئے تو پھر اس نظام کی ضرورت ہی کیا ہے کہ باقی رکھا جائے۔

دوسرا

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝ (سورۃ الانفطار پ ۳۰)۔

ترجمہ۔ جب آسمان پھٹ جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا اُبل نکلیں اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں (اس وقت) جان لے گا۔ ہر شخص جو کچھ کہ آگے بھیجا تھا اور پیچھے چھوڑ کر آیا تھا۔

یعنی

اس وقت آسمان پھٹ جائیں گے اور ستارے بے نور ہو جائیں گے اور سمندر کا پانی زمین پر زور کرے گا۔ بالآخر میٹھے اور کھاری پانی مل جائیں گے۔ یہ وقت قیامت کا ہے اور ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ اس میں وہ اعمال درج ہوں گے جو مرنے سے پہلے آگے بھیجے تھے اور جو ایسے اعمال کرکے آیا تھا۔ جس کا نتیجہ بعد میں نکلتا رہا۔ وہ بھی اس اعمالنامے میں درج ہوں گے مثلاً کسی شخص کو علم دین پڑھا کر آیا تھا اس شخص نے اس کے مرنے کے بعد بھی اس پر عمل جاری رکھا۔ اس عمل کرنے والے کو تو ثواب ملے گا۔ اس شخص کو بھی اس کے اعمال میں سے حصہ ملتا رہے گا۔ جس نے اس کو یہ دین سکھایا تھا۔ اللھم اجعلنا منھم

تیسرا

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝ سورہ المزمل رکوع ۱ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ جس دن زمین اور پہاڑ لرزیں گے اور پہاڑ ریگ کے تودے ہو جائیں گے۔

جلال الٰہی کی دہشت

یعنی قیامت کے دن جلال الٰہی کی دہشت اس قدر سخت ہوگی کہ وہ زمین جس کا وزن خدا جانے۔ کتنے ارب در ارب۔ کھرب در کھرب۔ سنکھ در سنکھ من ہوگا اس کے وجود میں بھی خوف الٰہی کے باعث لرزہ پیدا ہو جائے گا۔ اور پہاڑوں کے اجزا میں جو آپس میں ملاپ کی طاقت ہے۔ وہ فنا ہو جائے گی اور پہاڑ ریت کے تودے ہو جائیں گے۔ اے انسان تو اپنی حالت کا اندازہ لگا کہ اس دن تیری کیا حالت ہوگی۔ اس دن کی دہشت انگیزیوں سے بچنے کی فقط ایک ہی تدبیر ہے کہ تو اس جہان میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنی زندگی بسر کرکے جا۔ پھر تم انشاء اللہ تعالیٰ اس میدان میں بھی امن اور چین سے کھڑے ہو گے۔ میرے آخری فقرے کی ایک شہادت

للّٰہیت والی دوستی

بھی اس دن کام آئے گی۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ قیامت کے دن فرمائیگا کہاں ہیں وہ دو شخص جو میری عظمت کے سبب سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے (یعنی ان دونوں کی آپس میں دوستی محض للہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھی۔ ورنہ اور کوئی ذاتی غرض نہ تھی)۔ آج میں ان کو اپنے سایہ (رحمت) میں جگہ دونگا جس دن سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر انسان نے جو بھی نیکی کا کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ ان سب کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس جہان میں عطا فرمائے گا۔

چوتھا

قیامت کے دن انسانوں کو ان کے اعمال نامے دیئے جانے کی دو صورتیں

بعضوں کو دائیں ہاتھ میں

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۝ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝ (سورۃ الحاقۃ ع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ۔ جس کو اس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھونگا سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

یہ وہی حضرات ہیں

جنہوں نے اپنی دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت بسر کی تھی۔ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے لینے دینے غرضیکہ ہر معاملہ میں ہر وقت رضاء الٰہی ان کے پیش نظر تھی۔ اس پابندی کی انہیں جزائے خیر ملی ہے۔

بعضوں کو بائیں ہاتھ میں

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُکُوْهُ ۝ اِنَّهٗ کَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۝ لَّا یَاْکُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ بس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے۔ اسے جکڑ دو۔ بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ جو بڑا عظمت والا ہے۔ اور نہ وہ کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون۔ (یعنی دوزخیوں کے زخموں کی پیپ انہیں کھانے کے لئے دی جائے گی) اسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

دو قسم کے آدمی غور سے پڑھیں

مذکور الصدر عذاب کے نقشہ کو دو قسم کے آدمی غور سے پڑھیں۔ دولت کے نشہ میں مست اور مغرور ہونے والے دولتمند اور حکومت کی کرسی پر بیٹھ کر فرعون بن جانے والے سرکاری عہدہ دار اس قسم کے مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید کے بے انتہا کمالات میں سے ایک یہ بھی اس کا بے نظیر کمال ہے کہ مستقبل کے حالات بالکل صحیح بیان کرتا ہے ان یقینی پیش آنے والے حالات کو محض کہ جو لوگ انہیں دل سے مان لیں۔ جس کا نام ایمان ہے اور عملی طور پر اپنی اصلاح کرلیں۔ وہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں اور جو ان پیش آنے والے حالات کو نہ مانیں اور بتلانے والوں پر مذاق اڑائیں۔ وہ بڑے ہی بدنصیب ہیں جن کی بدنصیبی کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا

قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے اعمال کے لحاظ سے مختلف نقشے

پہلا نقشہ

مومنوں کے متعلق

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (سورۃ المطففین۔ پ ۳۰) ترجمہ۔ بےشک نیکوکار نعمت میں ہونگے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ ان کے چہروں میں نعمت کی تازگی معلوم کریں گے۔ ان کو خالص شراب مہر لگی ہوئی پلائی جائیگی اس کی مہر مشک کی ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو اس کی رغبت کرنی چاہیئے۔ اور اس میں تسنیم ملی ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے۔ اس میں سے مقرب پئیں گے۔

کافروں کے متعلق

اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ۝ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَکِهِیْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ ۝ (سورۃ المطففین پ ۳۰)

ترجمہ۔ بے شک نافرمان (دنیا میں) ہنسی کیا کرتے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھ سے اشارے کرتے اور جب اپنے گھروں کے پاس لوٹ کر جاتے تو ہنستے ہوئے جاتے تھے اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے۔ بیشک یہی گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔

عبرت

یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہر شخص کو اپنے اپنے اعمال کے نتائج سامنے آئینگے اگر وہ اعمال کیئے تھے جن سے اللہ راضی تھا تو خوش کن اور آرام دہ اور راحت رساں نتائج سامنے آئیں گے۔ مثلاً ایک انسان شرک اور کفر سے پاک تھا۔ نماز باقاعدہ پڑھتا تھا۔ روزے باقاعدہ رکھتا تھا۔ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتا تھا۔ حج فرض تھا تو دنیا کی زندگی میں ادا کرکے گیا تھا اس کے علاوہ لوگوں سے کبھی برائی نہیں کی تھی۔ یہ شخص مومن ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعمال کے نتائج خوش کن اور فرحت رساں نکلیں گے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا باغی تھا۔ نیکی سے کوسوں دور رہتا تھا خلق خدا کو ستاتا تھا۔ ان کی حق تلفیاں کیا کرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے

اعمال کے نتائج اس کے حق میں مہلک ہی نکلیں گے۔ مرنے کے بعد جو تکلیف ممکن ہو سکتی ہے۔ وہ اسے پہنچیگی اور وہ تمام تکالیف بقول شخصے آنچہ برما است از ما است۔ ترجمہ۔ میرے حالات جو بھی ہیں۔ وہ سب میرے ہی عملوں کے نتیجے ہیں۔

دوسرا نقشہ
مومنوں کے متعلّق

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ (الانشقاق پ ۳۰)

ترجمہ۔ پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل و عیال میں خوش واپس آئے گا۔

کافروں کے متعلّق

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ وَّ یَصْلٰی سَعِیْرًا ؕ اِنَّهٗ کَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۚ (سورۃ الانشقاق پ ۳۰)

ترجمہ اور لیکن جس کو نامۂ اعمال پیٹھ پیچھے سے دیا گیا تو وہ موت کو پکارے گا۔ اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ بے شک وہ اپنے اہل و عیال میں بڑا خوش و خورم تھا بے شک اس نے سمجھ لیا تھا کہ ہرگز نہ لوٹ کر جائے گا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں پکڑایا جائیگا۔ فرشتے سامنے سے اس کی صورت دیکھنا پسند نہیں کریں گے گویا غایت کراہیتہ کا اظہار کیا جائیگا۔ اور ممکن ہے پیچھے سے مشکیں بندھی ہوں۔ اس لئے اعمالنامہ پشت کی طرف سے دینے کی نوبت آئے۔ (اب یہ شخص) عذاب کے ڈر سے موت مانگیگا (چونکہ یہ) دنیا میں آخرت سے بیفکر تھا۔ اس کا بدلہ یہ ہے کہ آج سخت غم میں مبتلا ہونا پڑا۔ اس کے برعکس جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر میں گھلے جاتے تھے۔ ان کو آج بالکل بے فکری اور امن چین ہے۔ کافر یہاں مسرور تھا۔ مومن وہاں مسرور ہے۔

نام کے مسلمان مرد عورتیں

جو کہلاتے تو مسلمان ہی ہیں۔ مگر دنیاوی عیش و آرام میں مست اور ایسے مدہوش ہیں کہ شاید انہیں کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہ آیا ہو کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ دنیاوی عیش و عشرت کے سامان سب چھن جانیوالے ہیں اور قبر میں جا کر لیٹنا ہے۔ اور وہاں فقط وُہی اعمال کام آئیں گے۔ جو دنیا کی زندگی میں اللہ تعالٰے کی رضا حاصل کرنے کے لئے تھے۔ مثلاً کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ورد کرنا پنجوقتہ نماز پڑھنا ماہ رمضان میں روزے رکھنا اور اگر اللہ تعالٰے نے مال دیا ہے تو سال کے بعد زکوٰۃ دینا اور اگر اتنا روپیہ اللہ تعالٰے نے دیا ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے کافی ہو سکتا ہے تو بیت اللہ الحرام کا حج کرنا۔

ان بدنصیب مردوں اور عورتوں

کی کوٹھیوں اور بنگلوں میں موجُودہ یورپین تمدن کے سب سامان ہونگے مگر نہیں ہوگا تو وضو کے لئے لوٹا۔ اور نہیں ہوگا تو نماز کے لئے مصلی۔

تیسرا نقشہ
مومنوں کے متعلّق

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ۚ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۚ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۙ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۙ سورۃ الحاقہ پ ۲۹ — ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دلپسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہونگے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

کافروں کے متعلّق

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ۚ وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَکَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ (سورۃ الحاقہ ع ۱- پارہ ۲۹-

ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو کہے گا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔

عبرت

گذشتہ اعلان الٰہی سے معلوم ہوا۔ کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑے سے بڑا دولتمند ہو اور خواہ کتنا ہی بڑے سے بڑا دنیا کی کسی حکومت کا عہدہ دار ہو۔ یہ دونوں چیزیں اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکتیں اللہ تعالٰے کے عذاب سے بچانیوالی چیز فقط اس کے نازل کردہ احکام کی پابندی ہے۔ اور بعد از بعثت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام احکام الٰہی کا مجموعہ فقط قرآن مجید ہی ہے۔

چوتھا نقشہ
مومنوں کے متعلّق

اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ الآیہ (سورہ محمد رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ۔ بے شک اللہ انہیں داخل کریگا جو ایمان لائے اور نیک کام کئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

کافروں کے متعلّق

وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ (سورہ محمد ع ۲ پ ۲۶)۔ ترجمہ اور جو کافر ہیں۔ وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں۔ جس طرح چارپائے کھاتے ہیں۔ اور دوزخ ان کا ٹھکانا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی دنیا کا سامان برت رہے ہیں۔ اور مارے حرص کے بہائم کی طرح اناپ شناپ کھاتے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ کی خبر

نہیں کہ کل یہ کھایا پیا کس طرح نکلیگا۔ اچھا چند روز مزے اڑا لیں۔ آگے ان کے لئے آگ کا گھر تیار ہے۔

کاروباری مسلمان

میں بفضلہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جو کلمہ پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو سچا جانتے ہیں مسلمان کہتا ہوں۔ اس کے بعد حیران ہوتا ہوں کہ ان میں سے کاروباری لائن کے اکثر آدمی ایسے پائے جاتے ہیں کہ مال کی حرص میں وہ ایسے ہی حریص ہیں۔ جس طرح کہ شیخ الاسلام والے اوپر کے حاشیہ میں کافروں کی حرص کا ذکر کیا گیا ہے خدا تعالےٰ ایسے حریص مسلمانوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

پانچواں نقشہ
مومنوں کے متعلق

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۰ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۰ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۰ (سورۃ الجاثیہ ع ۴۔ پ ۲۵)

ترجمہ۔ اور آپ ہر ایک جماعت کو گھٹنے ٹیکے ہوئے دیکھیں گے۔ ہر ایک جماعت اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔ (کہا جائیگا) آج تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ یہ ہمارا دفتر تم پر سچ سچ بول رہا ہے۔ کیونکہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم اسے لکھ لیا کرتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ انہیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہ صریح کامیابی ہے۔

کافروں کے متعلق

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۰ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۰ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۰ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۰ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۰ (سورۃ الجاثیہ ع ۴ پ ۲۵)

ترجمہ۔ اور وہ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم نے غرور کیا۔ اور تم نافرمان لوگ تھے اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں۔ تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے۔ ہم تو اس کو محض خیالی بات جانتے ہیں۔ اور ہمیں یقین نہیں اور ان پر ان کے اعمال کی برائی ظاہر ہو جائیگی اور ان پر وہ آفت آ پڑیگی جس سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ اور کہا جائیگا آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے۔ جیسا تم نے اپنے اس دن کے ملنے کو فراموش کر دیا تھا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ اس لیئے کہ تم اللہ کی آیتوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اور تمہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ پس آج وہ اس سے نہ نکالے جائیںگے اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائیگی۔

قیامت کے دن بدنصیب انسانوں کی
ایک اور قسم کا ذکر۔ اور وہ منافق ہیں۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۰ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۰ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۰ (سورۃ النساء۔ رکوع ۲۱۔ پ ۵)

ترجمہ۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے۔ اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا۔ تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دیگا۔

خلاصہ

مذکورۃ الصدر دو آیتوں میں پہلے ان منافقوں کی اخروی سزا کا ذکر کیا گیا ہے جو منافق ہونے کی حالت میں وفات پائیں اس کے بعد دوسری آیت میں یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ نفاق کی مرض سے توبہ کرکے مریں تو انہیں مخلص مومنوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے گا۔ اور مخلص مومنین کی طرح اجر عظیم کے مستحق ہونگے

حضور انورؐ کے مبارک زمانہ میں
منافقین کا طرز عمل یہ تھا

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۰ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۰ (سورۃ النساء ع ۲۱۔ پ ۵)۔

ترجمہ۔ منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور وہی ان کو فریب دے گا اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں اور نہ پورے اس طرف ہیں اور نہ پورے اس طرف اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائے گا۔

تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی
خدمت میں ایک ضروری عرضداشت

آج کے اس خطبہ میں بندہ نے بتوفیق اللہ مسلمانوں، کافروں، اور منافقوں کے اعمال کے متعدد نقشے قرآن مجید میں سے انتخاب کرکے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی پیش کرتا آیا ہوں کہ ہر ایک قسم کے لوگوں کے اعمال کے نتائج کیا نکلیں گے۔ اب آپ میں سے ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے کہ ان نقشوں کو غور سے پڑھے اور پھر سوچے کہ میرے اعمال کس نقشے میں آتے ہیں۔ پھر خود ہی فیصلہ کر لے کہ میں مومن ہوں یا منافق یا کافر۔ اور آپ کا ضمیر جس خانے میں داخل ہونے کا فیصلہ کرے گا۔ قیامت کے دن اسی قسم کے نتائج آپکے سامنے آئیں گے اکثر کا ضمیر غلطی نہیں کرتا۔

میری قطعی رائے یہ ہے کہ بعض اوقات

انسان اپنی غلطی اور اپنے گناہ کا اقرار لوگوں کے سامنے نہیں کرتا۔ تاکہ ذلیل اور شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ مگر باوجود ظاہری انکار کے انسان کا ضمیر غلطی نہیں کرتا۔ بظاہر انکار کرنے کے باوجود دل میں سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں مجرم ہوں اسی استعداد کے باعث تو اللہ تعالےٰ انسان کو قیامت

کے دن فرمائے گا

اِقْرَاْ کِتٰبَکَ ط کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا ہ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲)

ترجمہ۔ اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے۔ آج اپنا حساب لینے کیلئے تو ہی کافی ہے۔

لہذا

ہر انسان کا فرض ہے کہ دنیا کی زندگی میں سوچ لے کہ میں کس کھاتے میں جا رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو مقبولین بارگاہ الٰہی کے زمرے میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

ضروری اعلان

میں بعید عدیم الفرصت ہوں۔ ہفت روزہ خدام الدین کی ترتیب کیلئے مجھے کافی سے زیادہ وقت دینا پڑتا ہے۔ اس لئے لاہور سے باہر جلسوں میں شرکت کرنے سے معذور ہوں۔ لہذا احباب سے درخواست ہے کہ وہ مجھے جلسوں کیلئے دعوت نامے ارسال نہ کریں۔

(حضرت مولینا) احمد علی (صاحب)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ امابعد

آج یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ

صحیح معنوں میں عزت اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کو عطا فرماتے ہیں

اکثر لوگ بے راہ روی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کوئی زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پر قبضہ جمانے میں عزت سمجھتا ہے۔ کوئی بڑے سے بڑے عہدے پہ پہنچنے میں عزت سمجھتا ہے۔ یہ سب غلط راستہ پر جا رہے ہیں۔ عزت نہ زمین کا رقبہ بڑھانے۔ نہ بڑا سیٹھ بننے اور نہ عہدہ بڑھانے میں ہے۔ یہ سب ظاہری اسباب پر قبضہ جما کر عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ عزت جھک کر سلام کرنے یا حضور کہنے میں نہیں ہے۔ عزت وہ ہے جو دل میں ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسی عزت اپنے مقبولین کو عطا فرماتے ہیں اگر یہ نکتہ دنیا میں حل نہ ہوا تو مرنے کے بعد پتہ چلے گا کہ کرنا کیا چاہیئے تھا اور کر کے کیا آئے ہیں۔

تعلقات دنیا

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ دنیا میں انسان کو تعلقات دنیا کا کلوروفارم سنگھا دیا گیا ہے۔ بیوی بڑی پیاری ہے۔ اولاد بڑی پیاری ہے . . . . جائداد بڑی پیاری ہے۔ کاروبار بڑا پیارا ہے۔ یہ کلوروفارم ہیں جو انسان کو سنگھائے گئے ہیں۔ مرنے کے بعد ان کا نشہ اتر جائے گا۔ اور ان میں سے کوئی چیز وہاں کام نہ آئے گی۔ خوش نصیب ہیں وہ جن کو اس دنیا میں ہادی مل جائے اور اسکی صحبت میں آخرت مطلوب محبوب اور مقصود بن جائے۔ اللھم اجعلنا منھم

عزت اللہ تعالےٰ دیتے ہیں

عزت اپنے بنائے سے نہیں بنتی بلکہ عزت اللہ تعالےٰ دیتے ہیں۔ منافقین کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ہ (سورۃ النساء رکوع ۲۰ پ ۵) ترجمہ:۔ (کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ (سورۃ النساء ع ۲۱ پ ۵)

ترجمہ۔ (نہ پورے اس طرف ہیں۔ نہ پورے اس طرف)۔

منافق کہلاتے تھے مسلمان اور یاری کفار سے رکھتے تھے۔ منافق یہود کے ہاں عزت پانے کے لئے گئے تھے۔ لیکن ہو گئے ذلیل۔ ساری عزت تو اللہ کے ہاں ہے۔ اللہ تعالےٰ عزت ان کو دیتے ہیں جن سے خوش ہوتے ہیں۔ اولیاء کرام کے غیر متناہی درجے ہیں۔ ولی کے معنیٰ ایک مسلمان جو شرک کفر اور نفاق اعتقادی سے پاک ہے۔ نماز کا پابند ہے رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے۔ زکوٰۃ اگر فرض ہے تو پائی پائی حساب کر کے دیتا ہے۔ حج اگر فرض ہے۔ تو کر چکا ہے۔ غرضیکہ فرائض عینیہ ادا کرتا ہے اور نواہی سے بچتا ہے۔ وہ بھی ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہے۔ آخری درجہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں سب سے بلند درجہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایک معمولی درجہ کے ولی کے درمیان اولیاء کرام کی غیر متناہی نسبتیں ہیں۔ جن کا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عزت دیتے ہیں۔ ان کی عزت دل میں ہوتی ہے۔ یہی حقیقی عزت ہے اور یہ

منافقانہ عزت

ریچھ درندہ ہے اس کے ناک میں نکیل ہوتی ہے۔ وہ قلندر کے اشارہ پر ناچتا اور کرتب دکھاتا ہے۔ کیوں؟ قلندر کے ہاتھ میں ڈنڈا ہوتا ہے۔ زمیندار۔ سیٹھ اور عہدیدار سب اسی کھاتہ میں آتے ہیں۔ لوگ انہیں ریاکاری کے طور پر عزت دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ یُکْرَمُ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ (ترجمہ:- (بعض اوقات) ایک آدمی کی عزت اسکی شر سے بچنے کے لئے کی جاتی ہے) لوگ زمینداروں اور سرکاری عہدیداروں کی شر سے بچنے کے لئے ان کی عزت کرتے ہیں۔ اولیاء کرام کی لوگ دل سے عزت کرتے ہیں۔ ان سے کسی قسم کے ضرر کا خطرہ نہیں ہوتا۔

سب سے معزّز

خلق خدا میں سب سے زیادہ معزّز انبیاءؑ ہوتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ نبی اپنے زمانہ میں ازھد الناس (سب لوگوں سے زیادہ دنیا سے دل برداشتہ) اتقی الناس (سب لوگوں سے زیادہ پرہیزگار) اقربھم الی اللہ (ان میں سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کے مقرب) اعلمھم باللہ (ان میں سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کو جاننے والا) ہوتا ہے۔ یہ حضرات سب سے زیادہ مقبوُل بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں۔ انبیاءؑ میں سب سے زیادہ معزز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان کے گھر کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ دو دو چاند گذر جاتے تھے کہ گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ کیونکہ کھانے پکانے کے لئے کچھ نہ ہوتا تھا۔ جب کسی نے دودھ یا کھجور کے چند دانے بھجوا دیئے تو سب نے کھا لئے۔ ایک بار کچھ صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے فاقوں کی شکایت کی اور پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے آپؐ کو دکھائے۔ آپؐ نے دکھایا کہ آپؐ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے اور سنئے عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِیْ جَسَدِہٖ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَّبْسُطَ لَکَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا (رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ) (کتاب الرقاق الفصل الثانی)

(ترجمہ۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سوئے پھر (جب) اُٹھے تو آپ کے جسم مبارک پر (چٹائی کے) نشان تھے۔ پھر ابن مسعودرضؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ ہمیں حکم فرمائیں تو ہم آپؐ کے لئے ایک بستر بنائیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا کام۔ نہیں ہے میری اور دنیا کی مثال مگر ایک مسافر کی جو ایک درخت کے سایہ میں آرام کرنے بیٹھ گیا ہو۔ پھر چل دیا اور اس کو چھوڑ گیا) یہ سیدالانبیاءؑ ہیں ان کے ہاں کھانے کا وہ حال تھا۔ بستروں کا یہ حال تھا۔ دوستی کا وہ درجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ ہر دور میں اللہ تعالیٰ اپنے مقبوُل بندے رکھتا ہے۔ جن کی برکت سے آج تک اسلام زندہ رہا ہے۔ اب بھی ہے اور قیامت تک رہیگا۔

حقیقی عزّت

ان مقبولین بارگاہ الٰہی کی ہوتی ہے جس طرح شمع پر پروانے اور شہد پر مکھیاں گرتی ہیں۔ اسی طرح لوگ ان پر گرتے ہیں۔ حقیقی عزت یہ ہے۔ ان کو یہ عزت اللہ تعالےٰ عطا فرماتے ہیں۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ الحدیث (رواہ مسلم) (باب الحب فی اللہِ ومن اللہ الفصل الاوّل)

(ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ سے محبّت کرتا ہے تو جبرئیلؑ کو فرماتا ہے کہ میں فلاں (بندہ) سے محبت کرتا ہوں۔ پس تو بھی اس سے محبّت کر۔ آپؐ نے فرمایا پھر جبرئیل اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں پکار کر کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالےٰ فلاں بندہ سے محبت کرتے ہیں۔ تم بھی اس سے محبّت کرو پھر آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اس کے لئے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے)۔ بعض اوقات لوگ مقبولین بارگاہ الٰہی کی عزت کرنے میں حد سے بڑھ جاتے ہیں اور اولیاء کرام کے مزارات پر سجدے کرنے لگتے ہیں۔ یہ سب کچھ محبت کی وجہ سے کرتے ہیں اگرچہ یہ سب خلاف شرع اور ممنوع ہیں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ حقیقی عزت وہ ہے جو دلوں میں ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ یہ نہ دولت۔ نہ زمین اور نہ عہدہ سے حاصل ہوتی ہے۔ زمینداروں اور عہدہ داروں کی عزت طمع کے لئے کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اللہ والوں کی جماعت میں شامل فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

قیامت کے دن

اللہ تعالےٰ ہر انسان کو اس جماعت میں شامل فرمائے گا۔ جس سے کہ اس کو دنیا میں محبت تھی۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (ترجمہ۔ (قیامت کے دن) ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا۔ جس سے اس کو محبت تھی) جب ملک تقسیم ہو گیا تو میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک خط لکھ کر عرض کیا کہ جن کے دامن میں پناہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچنے کی امید تھی۔ انہوں نے ہمیں اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ حضرت مدنی رحؒ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ کلّا واللہ۔ ہم سب شیخ الہندؒ کے دربار دُربار کو ہر بار کے خواجہ تاش ہونگے۔ میرا خط اور حضرت رحؒ کا جواب مکتوبات شیخ الاسلام میں چھپ گئے ہیں۔ حضرت رحؒ کا جواب میں نے شیشہ میں فریم کرا کے رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس قسم کے مقبولین بارگاہ الٰہی کے دامن سے دنیا میں وابستہ رکھے۔ اور قیامت کے دن ان کے ساتھ شامل فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

لال الدین اختر بی اے بی ٹی

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور چودہ سو سالہ کتاب و سنت پر مبنی اسلام

(قسط دوم)

الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ۔ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کی آواز کالج کی تاریک دنیا میں اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کی ترجمان بن کر گونجی اور الحاد و زندقہ کی تمام خرافات پر چھا گئی۔ انگریز نے سرزمین ہند میں آزادیٔ خیال کی داغ بیل ڈالی۔ مگر آزادی سے اس کا مقصد قرآن پاک اور اسوۂ رسول مقبول سے بیزاری کا ببانگ دہل اعلان تھا۔ اس دشمن اسلام اور شاطر وقت نے قوم کا کردار اور کالج کی روحانیت سے خالی تعلیم سے بدنصیب مسلمان کو حجازی آداب زندگی سے یکسر محروم کر دیا تھا۔ مغربی تہذیب و تمدن کا دیوتا اپنی ہزار رعنائیوں۔ زیبائشوں۔ حریری پیراہنوں اور شباب کی تمام تر رنگینیوں سے جب جوان نگاہوں کے سامنے جلوہ گر ہوا۔ تو بڑے سے بڑے نامور خاندانوں کے سپوت اس کے آگے فوراً سجدہ ریز ہو گئے۔ اس موقعہ پر باقی محبان وطن اور حامیان شرع متین کے ساتھ علامہ مرحوم نے حضور باری تعالےٰ میں گڑگڑا کر دعا کی

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے

دنیا کی حرص و آز نے الناس علی دین ملوکھم (ہر زمانے میں اکثر لوگ اپنے بادشاہ کے مذہب پر ہوتے ہیں) کا ایک عجیب منظر پیش کیا۔ جاہ پرستوں نے تہذیب و تمدن کے ساتھ مذہب کو بھی جلد ہی فراموش کر دیا اور جب یہ "بیٹوں جوہر چھن گئے تو اس پر چند قلوب جل رہے تھے اور اس طرح محدودے چند زبانیں گاہے گاہے حرکت میں آتی تھیں۔ اقبال مرحوم نے اس قومی زیاں پر نظر ڈالی تو خون کے آنسو بہائے اور حسرت آمیز لہجے میں فرمایا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

لیکن اس زندہ دل مرد مجاہد کو پروردگار عالم نے مسلم آبادی کی بیداری کے لیئے پیدا فرمایا تھا۔ لہٰذا اس کا دل ایک لمحہ کی مایوسی کے بعد فوری طور پر ہزاروں امیدوں کا مرکز بن جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے موقعہ پر فاطمہ بنت عبداللہ کو جنگ طرابلس میں اسکی سقائی پر مبارکباد دیتے ہوئے مسلمان قوم کی بیداری کے متعلق بدیں الفاظ اپنی امیدوں کا اظہار کرتے ہیں

اپنے صحرا میں ابھی آہو بہت پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

خیر! میں زیر بحث عنوان کی طرف رجوع کرتا ہوں اور آپ حضرات کے سامنے علامہ مرحوم کے وہ جذبات پیش کرتا ہوں جو انہوں نے پوری عقیدت سے چودہ سو سالہ کتاب و سنت پر مبنی اسلام کی حمایت میں سپرد قلم کیئے ہیں۔

دیکھیئے۔ فرنگی مدنیت کے زہریلے اثرات اسلامی قدروں پر چھا گئے۔ مسلمان قرآنی تعلیم ترک کر بیٹھا۔ سیدالانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ ضابطۂ حیات افسانہ ماضی بن کر رہ گیا تو اس وقت علامہ مرحوم نے قلندرانہ پکار سے مسلمانان عالم کو دین مصطفوی کا خادم بننے کی دعوت دی

وقت است۔ کہ بکشائیم میخانۂ رومی باز
پیران حرم دیدم در صحن کلیسا مست

ہاں۔ ہاں میخانۂ رومی کو دوبارہ آباد کرنے کا سرافیلی نعرہ زبان اقبال نے اس وقت بلند کیا۔ جبکہ کالج کے پروردہ جادۂ ہدایت سے ہٹ چکے تھے۔ اس لادینی کے ماحول میں باقی مخلصان دین کی ہمنوائی میں علامہ مرحوم نے ہندوستان کے مسلمانوں کو خصوصاً مادیت سے نکل کر روحانیت کی قدسی فضاؤں میں قلب و روح کی پرورش کا پیغام دیا۔ کتاب اللہ کو ہر شعبے میں دستور حیات بنانے کی ترغیب دلائی اور سید ولد آدم کی سراپا ہدایت۔ سراپا رحمت روشن و تاباں زندگی کی پیروی کو نجات دارین کا وسیلہ بتایا۔ آپ کے نزدیک میخانہ رومی سے مراد وہ تعلیم ہے جو اپنے اندر قرآن حکیم کے حقائق و معارف رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ کے الہامی مفاہیم و مطالب ہیں۔ کاش! موجودہ دور کے منکرین حدیث علامہ مرحوم کی اس دعوت پر غور و خوض کریں اور دنیا کی زندگی میں ہی اپنی شومئ قسمت کا علاج کر لیں۔

ساری اسلامی دنیا کے مفکرین کو اعتراف ہے کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ کی مبارک تعلیمات میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو بڑے عارفانہ اور محرمانہ انداز میں سمویا گیا ہے اور پھر خصوصیت سے نبوت و ولایت کے ان مقامات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ دل چاہتا ہے کہ تمام مشاغل حیات سے دستبردار ہو کر اسلامیان عالم کے سامنے ان کا کلام پیش کیا جائے۔

مولانا رومؒ کی مثنوی روحانی انمول جواہرات کی ایک بے مثل کان ہے یا یوں سمجھیئے۔ کہ فلسفۂ جدید و قدیم کی تمام یورشیں اس الہامی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ اس میں قرآنی نظائر و بصائر کی عارفانہ تفسیریں اور تعبیریں بھی ہیں۔ کہ اس میں ارشادات نبویؐ کے عالمگیر حقائق کی وضاحت بھی موجود ہے۔ اس کے اندر اخلاقی و روحانی قصص کی ایک حسین دنیا آباد ہے۔ ہاں ہاں اس کے صاحب ذوق قارئین کرام سے پوچھیے کہ اس کے مطالعہ سے قلب و روح پر کچھ ایسے اثرات کا ورود ہوتا ہے کہ جن کو بلا تامل فردوسی انوار و فیوض کا حامل کہا جا سکتا ہے۔ اور پھر خصوصیت سے صاحب مثنوی کی عقیدت سے بھری ہوئی رشحات قلم اس وقت قابل ملاحظہ ہوتی ہیں۔ جبکہ وہ اپنے خاص عاشقانہ الہامی انداز میں جھوم جھوم کر سید الکونین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں مصروف ہوں میں بنظر اختصار اس جگہ صرف دو تین اشعار پیش کر دینا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ امید ہے کہ انہی آبدار موتیوں سے تمام سلک مروارید کا صحیح تعارف ہو جائے گا۔

سنئے! رومیؒ روشن ضمیر عقل و خرد کی زبوں حالی بمقابلہ الہام و وحی بدیں الفاظ پیش کر رہے ہیں

صد ہزاراں طب جالینوس بود
پیش عیسیٰ و دمش افسوس بود

فرماتے ہیں اگر عقل و خرد کی انتہائی کاوشیں۔ ظن و تخمین کے لاکھوں طومار اور دانایانِ روزگار کے حاصلِ زندگی تجربات و مشاہدات اور محسوسات و علمی فتوحات کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے اور اس ساری عقلی علمی دین کا مقابلہ سیدنا روح اللہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی ایک پھونک سے کیا جائے تو ساری کائنات ارضی و سماوی کے بسنے والے دیکھ لینگے کہ دم عیسےٰ علیہ السلام میں جسمانی و روحانی شفا کے وہ انوار موجود ہیں کہ اسکے سامنے لاکھوں افلاطونوں اور کروڑوں جالینوسوں کی بیاضیں بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ کہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی احیائے موتےٰ کیلئے معجزانہ کارفرمائیاں اور کہاں ظنیات کے میدان میں حکماء کی کورانہ ٹامک ٹوئیاں اور پھر اس کے ساتھ ہی عصائے موسوی کی خدائی کامرانیاں اور فرعون کی طاقتوں کی ذلت آمیز ہزیمت کا ذکر فرماتے ہیں اور پھر دو تین فقروں کے بعد سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیغمبرانہ خوبی و کمال کی طرف رجوع فرماتے ہیں۔ جس کو کمالات نبوت میں ایک بہت بڑا درجہ حاصل ہے ؎

صد ہزاراں دفتر اشعار بود
پیش حرف اُمّیش ایں عار بود

امام عارفان مولانا رومیؒ کا کلام ملاحظہ ہو ارشاد ہوتا ہے کہ خدائے حکیم و وہاب نے اپنے خاتم الانبیاءؐ کو حکیمانہ حسن تکلم کا وہ عدیم المثال جوہر عطا فرمایا ہے کہ کائنات ارضی کے ایک نہیں بلکہ تمام زمانوں کے تمام فصحاء بلغا اور شعراء اگر اپنے متفکرانہ اور مدبرانہ موثر ترین کلام کو فراہم کریں اور اس کو خدائے قادر لم یزل کے نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کے حرف و صوت کے مقابلے میں لائیں تو لازماً انکی ضمیروں میں اپنی اس شکست و لغزش پر ندامت کے ہزاروں احساسات پیدا ہونگے۔ کیونکہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى کے جوامع الکلم متکلم کے سامنے بھلا کون لب کشائی کی جسارت کرے۔

قارئین کرام اس شعر میں "اُمّیش" کے لفظ کی بلاغت پر دوبارہ غور و خوض فرمائیں اور محظوظ ہوں ٭

از جناب سیدہ کفیل

اشاراتِ خودی

منکشف ہو جائے گا جو راز ہے تقدیر کا
دل اگر بن جائے حامل قوّتِ تسخیر کا

ہمّتِ مردانگی مفقود ہے تجھ میں اگر
قوّتِ ایمان ہی سے کام لے شمشیر کا

حُسنِ سیرت کی کشش ہی سے ہے لطفِ زندگی
ہے عمل اس سے زیادہ اور کیا تسخیر کا

خانۂ دل غیر کا تجھ سے منوّر ہو نہ ہو
رکھ خیال اپنے مکانِ قلب کی تنویر کا

فرق کچھ آیا نہ ہو نیت میں اپنی راہ پر
کیوں اثر ہوتا نہیں ہے آج کل تقریر کا

کب قبولیّت برائے پیش قدمی آئیگی
اُٹھ گیا ہو جب بھروسہ آہ کی تاثیر کا

عالمِ خاکی تو کیا قبضے میں تھا تیرے فلک
آسماں پر اب بھی ہے شہرہ تیری جاگیر کا

تُو نے اے مُسلم دیا ہر قوم کو درسِ عمل
ڈھونڈ پھر کوئی سہارا عزّت و توقیر کا

ہے اگر حُسنِ عقیدت ملتے ہیں جاہ و حشم
ہے کرشمہ آج بھی قرآن کی تاثیر کا

کھیلنا رونا سنبھلنا اور فنا ہونا کفیل
یہ خلاصہ ہے کتابِ زیست کی تفسیر کا

ابو عبد الرحمٰن لدھیانوی
شیخوپورہ

نعمائے جنت

جنت رضائے الٰہی کا مقام ہے

(۱) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥ (پ۱۰ ع۱۵)

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ نے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو ایسے باغوں کا وعدہ دیا ہے کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ انہی میں ستھرے مکانوں میں رہا کرینگے اور اللہ کی رضامندی ان سب سے بڑی ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

(مطلب) حق تعالیٰ مومنین کو جنت میں ہر قسم کی جسمانی و روحانی نعمتیں اور مسرتیں عطا فرمائے گا۔ سب سے بڑی نعمت محبوب حقیقی کی دائمی رضا ہوگی۔ تمام دنیوی اور اُخروی نعمتوں سے بڑھ کر حق تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ رضائے الٰہی کا مقام ہے۔

حدیث صحیح میں ہے کہ حق تعالےٰ اہل جنت کو پکارے گا۔ جنتی لبیک کہینگے دریافت فرمائے گا۔ "هَلْ رَضِيْتُمْ" یعنی اب تم خوش ہوگئے۔ جواب دیں گے کہ پروردگار! خوش نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جبکہ آپ نے ہم پر انتہائی انعام فرمایا ہے۔ ارشاد ہوگا۔ "هَلْ اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ" یعنی جو کچھ اب تک دیا گیا ہے۔ کیا اس سب سے بڑھ کر ایک چیز لینا چاہتے ہو؟ جنتی سوال کرینگے کہ اے پروردگار! اس سے افضل اور کیا چیز ہوگی؟ اس وقت فرمائیں گے۔ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا

ترجمہ:۔ اپنی دائمی رضا اور خوشنودی تم پر اتارتا ہوں جسکے بعد کبھی خفگی اور ناخوشی نہ ہوگی۔

(دُعا) رَزَقَنَا اللّٰهُ وَسَائِرَ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذِهِ الْكَرَامَةَ الْعَظِيْمَةَ الْبَاهِرَةَ

وسعت جنت

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥ (پ۴ ع ۵) ترجمہ۔ اور جنت کا عرض آسمان و زمین ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

(مطلب) چونکہ آدمی کے دماغ میں آسمان و زمین کی وسعت سے زیادہ اور کوئی وسعت نہیں آ سکتی تھی۔ اس لئے سمجھانے کیلئے جنت کے عرض کو اسی سے تشبیہ دی گئی گویا بتلا دیا کہ جنت کا عرض زیادہ سے زیادہ سمجھو۔ پھر جب عرض اتنا ہے تو طول کا حال خدا جانے کیا کچھ ہوگا۔

احادیث (۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں ایک ایسا درخت ہے۔ کہ سوار اس کے سایہ میں سو سال چلے اور پھر بھی اس کو پار نہ کر سکے۔ اور جنت میں تم میں سے کسی کی کمان کے بقدر جگہ بھی اس ساری کائنات سے بہتر ہے جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (بخاری ومسلم)

(مطلب) جنت کی تھوڑی سے تھوڑی جگہ بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور زیادہ قیمتی ہے اور اس میں کیا شبہ ہے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے فانی ہے اور جنت اور اس کی ہر نعمت باقی ہے۔ سو فانی اور باقی کا کیا مقابلہ؟

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی؟ آپ نے فرمایا پانی سے، پھر ہم نے عرض کیا کہ جنت کس چیز سے بنی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی تعمیر اس طرح ہے کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی، اور اس کا مسالہ تیز خوشبودار مشک ہے اور وہاں کے سنگریزے جو بچھے ہوئے ہیں وہ موتی اور یاقوت ہیں اور وہاں کی خاک گویا زعفران ہے۔ جو لوگ اس جنت میں پہنچینگے ہمیشہ عیش اور چین سے رہیں گے اور کوئی تنگی و تکلیف ان کو نہ ہوگی اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ وہاں ان کو موت نہیں آئے گی اور کبھی اُن کے کپڑے پرانے اور خستہ نہ ہونگے اور اُن کی جوانی کبھی زائل نہ ہوگی۔ (رواہ احمد و ترمذی و دارمی)

(۴) حضرت ابوسعیدؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ یہ دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک پکارنیوالا جنتیوں کو مخاطب کرکے پکارے گا۔ کہ یہاں صحت ہی تمہارا حق ہے اور تندرستی ہی تمہارے لئے مقدر ہے۔ اس لئے اب تم کبھی بیمار نہ پڑوگے اور یہاں تمہارے لئے زندگی اور حیات ہی ہے اس لئے اب تمہیں موت کبھی نہیں آئیگی۔ اور تمہارے واسطے جوانی و شباب ہی ہے۔ اس لئے اب کبھی تمہیں بڑھاپا نہیں آئے گا۔ اور تمہارے واسطے یہاں چین اور عیش ہی ہے۔ اس لئے اب کبھی تمہیں کوئی تنگی اور تکلیف نہ ہوگی (مسلم)

(۵) حضرت ابوموسےٰؓ کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کے واسطے جنت میں ایک کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا اس کی چوڑائی اور دوسری روایت ہے کہ لمبائی ساٹھ میل کی ہوگی۔ اس خیمہ کے ہر کونہ میں اس شخص کے اہل ہوں گے۔ دوسرے لوگ ان کو نہ دیکھ سکیں گے۔ مومن ان کے پاس آتا جاتا رہے گا۔ دو باغ ہوں گے۔ جن کا تمام سامان برتن وغیرہ چاندی کے ہونگے اور دو باغ سونے کے ہونگے۔ جن کے برتن اور سامان سب سونے کے ہونگے جنت عدن میں اللہ تعالےٰ کے دیدار کے وقت سوائے چادر کبریائی کے اور کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔

(۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے۔ نہ کسی کان نے سُنا ہے۔ اور نہ کسی بشر کے دل میں کبھی ان کا خطرہ یا خیال ہی گذرا ہے (بخاری ومسلم)

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا

یَعْمَلُوْنَ ٥ پ ۲۱ ع ۱۵۔

ترجمہ۔ کسی جی کو معلوم نہیں جو انکے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی ہے۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو وہ کرتے تھے۔

(مطلب) جس طرح راتوں کی تاریکی میں لوگوں سے چھپ کر بے ریا عبادت کی اس کے بدلے میں اللہ تعالےٰ نے جو نعمتیں چھپا رکھی ہیں انکی پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔ جس وقت دیکھیں گے۔ آنکھیں ٹھنڈی ہو جائینگی

مشروبات جنت

(۱) مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ الخ۔ (پ۲۶ ع ۷۔) اس بہشت کا حال جس کا ڈرنے والوں سے وعدہ ہوا ہے۔ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں۔ جس کا مزہ نہیں بھرا۔ اور شراب کی نہریں ہیں جس میں پینے والوں کے لئے مزہ ہے اور جھاگ اترے شہد کی نہریں ہیں اور ان کے لئے وہاں سب طرح کے میوے ہیں۔

(مطلب) پانی زیادہ دیر ٹھہرے رہنے یا کسی چیز کے اختلاط سے اس کی بو نہیں بدلی۔ شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید ہے کسی طرح کے تغیر کو اس کی طرف راہ نہیں دُنیا کے دودھ پر قیاس نہ کرو۔ وہاں کی شراب میں خاص لذت اور مزہ ہی ہے۔ نہ نشہ ہے، نہ شکستگی نہ تلخی نہ سرگرانی نہ کوئی اور عیب و نقصان۔

پانی تو ایسی چیز ہے۔ جس سے انسان کی زندگی ہے۔ دودھ غذائے لطیف کا کام دیتا ہے۔ شراب سرور و نشاط کی چیز ہے اور شہد کو شفاء للناس فرمایا گیا ہے۔

(۲) لَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی نُزُلًا (پ۲۱ ع۱۵)

ترجمہ۔ ان کے رہنے کے لئے بطور مہمانی باغات ہیں۔

(۳) لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا پ۲۱ ع ۲۷

ترجمہ۔ البتہ ہم ان کو بہشت میں جگہ دیں گے جھروکے۔

(۴) فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۔ پ۲۳ ع ۶۔

ترجمہ۔ نعمت کے باغوں میں ہونگے۔

(۵) تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ۔ انکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

(۶) جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ط پ ۱۶ ع ۷۔

ترجمہ۔ باغوں میں بسنے کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے بن دیکھے وعدہ کیا ہے۔

(۷) خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط پ ۱۰ ع ۱۵۔

ترجمہ۔ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور ستھرے مکانوں کا رہنے کے باغوں میں۔

(۸) وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ پ ۱۴ ع ۴۔

ترجمہ۔ اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے۔

(۹) وَفِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ ج پ ۲۵ ع ۱۳۔

ترجمہ۔ اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں۔

(۱۰) فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ پ ۲۷ ع ۱۳

ترجمہ ان میں سے دو چشمے اُبلتے ہوئے ہیں۔

(۱۱) وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا پ ۲۹ ع ۱۹۔

ترجمہ۔ اور ان کو وہاں پیالے پلاتے ہیں جس کی ملونی سونٹھ ہے۔

(مطلب) ایک جام شراب وہ تھا۔ جس کا ملونی کافور ہے۔ دوسرا وہ ہوگا۔ جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے جنت میں اس کو سلسبیل کہتے ہیں۔

(۱۲) لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ پ ۲۳ ع ۶۔

ترجمہ۔ نہ اس میں سر پھرتا ہے اور نہ وہ اس کو پی کر بہکیں

(۱۳) یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ پ ۳۰ ع ۸۔

ترجمہ۔ ان کو پلائی جاتی ہے خالص شراب مُہر لگی ہوئی۔ جسکی مُہر جمتی ہے مشک پر۔

ماکولات جنت

(۱) اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ٥ پ ۲۳ ع ۶۔

ترجمہ انہیں کے واسطے مقرر روزی میوے ہیں اور ان کی عزت ہے۔

(۲) فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ پ ۲۷ ع ۱۴۔

ترجمہ۔ رہتے ہیں بیری کے درختوں میں جن میں کانٹا نہیں۔

(۳) وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ۔ پ ۲۷ ع ۱۴۔

ترجمہ۔ اور کیلے تہ پر تہ۔

(۴) رَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ پ ۲۷ ع ۱۶۔

ترجمہ۔ راحت ہے اور روزی ہے۔

(۵) ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا پ ۲۹ ع ۱۹

ترجمہ۔ اور ان کے گچھے پست کر رکھے ہیں لٹکا کر۔

(۶) فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ٥ پ ۲۷ ع ۱۳

ترجمہ۔ ان دونوں میں ہر قسم قسم کا میوہ ہوگا۔

(۷) وَجَنَی الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ٥ پ ۲۷ ع ۱۳

ترجمہ اور ان باغوں کا میوہ جھک رہا ہوگا۔ یعنی جس کے چننے میں کلفت نہ ہوگی کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے ہر حالت میں بے تکلف متمتع ہو سکیں گے۔

(۸) فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ٥ پ ۲۷ ع ۱۳۔

ترجمہ۔ ان میں میوے کھجوریں اور انار ہوں گے

(۹) وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ پ ۲۷ ع ۱۴

ترجمہ۔ اور میوہ جات جونسا پسند کریں۔

(۱۰) وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ پ ۲۷ ع ۳۔

ترجمہ۔ اور ہم نے ان پر میووں کا تار لگا دیا۔

(۱۱) وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ پ ۲۷ ع ۱۴

ترجمہ۔ اور گوشت پرندوں کو جس قسم کو جی چاہے۔

حدیث (۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت جنت میں کھائینگے بھی اور پئیں گے بھی، لیکن نہ تو انہیں تھوک آئے گا اور نہ پیشاب پاخانہ ہوگا اور نہ اُن کی ناک سے ریزش آئے گی۔ بعض صحابہ نے عرض کیا تو کھانے کا کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ڈکار اور پسینہ مشک کے پسینہ کی طرح ہوگا۔ اور ان اہل جنت کی زبانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کی حمد و تسبیح اس طرح جاری ہوگی جس طرح تمہارا سانس جاری رہتا ہے (مسلم)

ملبوسات جنت

(۱) وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ٥ پ ۲۲ ع ۱۶

ترجمہ۔ اور ان کی پوشاک ہے وہاں ریشم کی۔

(۲) عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ج پ ۲۹ ع ۱۹

ترجمہ۔ اوپر کی پوشاک اُن کے کپڑے ہیں۔ باریک ریشم سبز اور گاڑھے کے اور ان کو پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے۔

یعنی باریک اور دبیز دونوں قسم کے ریشم کے لباس جنتیوں کو ملیں گے

(۳) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ٥ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِكِ ط نِعْمَ الثَّوَابُ ط وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ٥ پ ۱۵ ع ۱۶

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ یقین لائے اور کیں نیکیاں۔ ہم اس کا بدلہ ضائع نہیں کرتے۔ جس نے بھلا کیا کام ایسوں کے واسطے باغ ہیں بسنے کے۔ بہتی ہیں نہریں ان کے نیچے۔ ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جاویں گے اور پہنیں گے سبز کپڑے باریک اور گاڑھے ریشم کے۔ ان میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے کیا خوب بدلہ ہے اور کیا خوب آرام ہے۔

(مطلب) ادنٰے سے ادنٰے نیکی بھی گم نہ ہوگی۔ پورا بدلہ دیا جائے گا۔ کنگن اور ریشمی کپڑوں اور اسی طرح جنت کی تمام نعمتوں کی خاص کیفیت ہم دنیا میں نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ ہماری محسوسات میں اس موطن کی کوئی پوری مثال موجود نہیں۔

(۴) وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝ پ۲۹-ع ۱۹۔ ترجمہ۔ اور بدلہ دیا ان کو ان کے صبر پر باغ اور پوشاک ریشمی۔

نشستگاہ جنت

(۱) فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ پ۳۰-ع ۱۳

ترجمہ۔ اس میں اونچے تخت ہیں بچھے ہوئے۔

(۲) وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ پ۳۰-ع ۱۳

ترجمہ۔ اور غالیچے برابر بچھے ہوئے۔

(۳) وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ پ۳۰-ع ۱۳

ترجمہ۔ اور مخمل کے نہالچے جگہ جگہ پھیلے ہوئے۔

(۴) عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ پ۲۳-ع ۶

ترجمہ۔ اوپر تختوں کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے۔

(۵) مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ پ۲۹-ع ۱۹

ترجمہ۔ ان میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے

(۶) مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ پ۲۷-ع ۳۔

ترجمہ۔ تکیہ لگائے بیٹھے سبز مسندوں پر اور قیمتی نفیس بچھونوں پر

(۷) مُّتَّكِئِيْنَ عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝ پ۲۹ع ۱۹

ترجمہ۔ اس میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھیں اور وہاں دھوپ یا ٹھرٹھر نہیں دیکھتے

یعنی جنت کا موسم نہایت معتدل ہوگا نہ گرمی وسردی کی تکلیف ہوگی۔

(۸) مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى فُرُشٍ ۢ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ پ۲۷-ع ۱۳۔

ترجمہ۔ بچھونوں پر تکیہ لگائے بیٹھے جن کے استر تافتے کے ہونگے۔

(۹) اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ پ۲۳ع ۳

ترجمہ۔ تحقیق جنت کے لوگ آج ایک مشغلہ میں باتیں کرتے ہیں۔ وہ اور ان کی عورتیں سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہوئے تکیہ لگائے۔ اُن کے لیئے وہاں ہیں میوے اور ان کے لیئے ہے جو کچھ مانگیں۔

خلاصہ یہ کہ جس چیز کی جنتیوں کے دل میں طلب اور تمنا ہوگی وہی دی جائیگی۔ منہ مانگی مرادیں ملیں گی۔

خادمان جنت

(۱) يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ پ۲۵-ع ۱۳۔

ترجمہ۔ لئے پھریں گے اُن کے پاس رکابیاں سونے کی اور آبخورے۔

(۲) وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ پ۲۷ع ۳

ترجمہ۔ اور ان کے پاس پھرتے ہیں انکے چھوکرے

(۳) يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ پ۲۷ع ۱۴

ترجمہ۔ لئے پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے آبخورے اور کوزے اور پیالہ نتھری شراب کا۔

(۴) وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ پ۲۹ع ۱۹۔

ترجمہ۔ اور پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے۔ جب تو ان کو دیکھے تو خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے ہوئے

یعنی اپنے حسن و جمال، صفائی اور آب وتاب میں ادھر اُدھر پھرتے ہوئے ایسے خوش منظر معلوم ہوتے ہیں۔ گویا بہت سے چمکدار خوبصورت موتی زمین پر بکھیر دیئے گئے۔

(۵) وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝ پ۲۹ع ۱۹

ترجمہ۔ اور لوگ لئے پھرتے ہیں اُن کے پاس برتن چاندی کے اور آبخورے جو ہو رہے ہیں شیشے کے۔ شیشے میں چاندی کے، ماپ رکھا ہے ان کا ماپ۔

حُوران جنّت

(۱) وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ پ۲۵-ع ۱۶

ترجمہ۔ اور بیاہ دیں ہم نے انکو حوریں بڑی آنکھوں والی

(۲) فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ پ۲۷ع ۱۳

ترجمہ۔ ان میں عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں، اُن سے نہ کسی آدمی اور نہ کسی جن نے پہلے قربت کی۔ گویا کہ وہ لعل اور مونگا ہیں۔

یعنی ان کی عصمت کو کسی نے بھی نہ چھوا۔ نہ انہوں نے اپنے ازواج کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

(۳) فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ۝ پ۲۷ع ۱۳

ترجمہ۔ ان سب باغوں میں اچھی خوبصورت عورتیں ہیں

(۴) حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِى الْخِيَامِ ۝ پ۲۷ع ۱۳

ترجمہ۔ حوریں ہیں رُکی رہنے والی خیموں میں۔

(۵) اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ عُرُبًا اَتْرَابًا ۝ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ پ۲۷-ع ۱۴

ترجمہ۔ ہم نے اٹھایا ان عورتوں ایک اچھے اُٹھان پر، پھر کیا ان کو کنواریاں، پیار دلانے والیاں ہم عمر، واسطے داہنے والوں کے۔

یعنی حوریں اور دُنیا کی عورتیں جو جنت میں ملیں گی۔ وہاں ان کی پیدائش اور اُٹھان خدا کی قدرت سے ایسا ہوگا کہ ہمیشہ خوبصورت جوان ہی رہیں گی۔ جن کی باتوں اور طرز انداز پر بے ساختہ پیار آئے اور سب کو آپس میں ہم عمر رکھا جائے گا۔ اور ان کے ازواج کے ساتھ بھی عمر کا تناسب برابر قائم رہیگا۔

(۶) اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝ پ۳۰-ع ۲۔

ترجمہ۔ بے شک ڈرنے والوں کو انکی مراد ملنی ہے۔ باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب یعنی نوخاستہ عورتیں جن کی جوانی پورے اُبھار کی ہوگی اور سب ایک سن وسال کی ہونگی۔

(۷) وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ پ۲۷-ع ۱۴۔

ترجمہ۔ اور عورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں۔ جیسے موتی کے دانے اپنے غلاف کے اندر۔

(۸) وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ پ۲۳ع ۱۳

ترجمہ۔ اور ان کے پاس عورتیں ہیں۔ نیچی نگاہ والیاں ایک عُمر کی۔

یعنی سب عورتیں نوجوان ایک عمر ہونگی با شکل و شمائل خو بُو میں اپنے ازواج کی ہم عمر معلوم ہونگی۔

(۹) وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ

وَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ پ۱۔ ع ۳

ترجمہ۔ اور اُن کے لئے وہاں عورتیں ہونگی پاکیزہ اور وہ وُہیں ہمیشہ رہیں گے۔ یعنی جنت کی عورتیں نجاسات ظاہرہ و باطنہ (اخلاق رذیلہ) سب سے پاک و صاف ہوں گی۔

حدایث۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راہ خدا میں ایک دفعہ صبح کا نکلنا یا شام کا نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

اور اگر اہل جنت کی بیویوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے۔ تو ان دونوں کے درمیان (جنت سے لیکر زمین تک) روشنی ہی روشنی ہو جائے۔ اور مہک و خوشبو سے بھر جائے اور اس کے سر کی صرف اوڑھنی بھی دُنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ (بخاری)

تحیات جنت

(۱) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِيْنَ ۝ پ ۲۴۔ ع ۵۔

ترجمہ۔ سلام پہنچے تمپر، تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ اس میں سدا رہنے کیلئے۔

(مطلب) جس طرح مہمانوں کے لیے انکی آمد سے پہلے مہمان خانہ کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے۔ جنتی وہاں پہنچ کر جنت کے دروازے کھلے پائیں گے۔ اور خدا کے فرشتے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ کلمات سلام و ثنا وغیرہ سے ان کا استقبال کریں گے اور جنت میں رہنے کی بشارت سنائیں گے

(۲) سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ پ۲۳ ع ۴

ترجمہ۔ سلام بولنا ہے رب مہربان سے

(مطلب) اس مہربان پروردگار کی طرف سے جنتیوں کو سلام بولا جائے گا۔ خواہ فرشتوں کے ذریعہ سے یا جیسا کہ ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے بلا واسطہ خود رب کریم سلام ارشاد فرمائیں گے اس وقت کی عزت و لذت کا کیا کہنا!

(دعا) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا هٰذِهِ النِّعْمَةَ الْعُظْمٰى بِحُرْمَةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝

(۳) اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ۝ پ ۱۹۔ ع ۴۔

ترجمہ۔ ان کو بدلہ ملے گا۔ کوٹھوں کے جھروکے، اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئیں گے ان کو وہاں دعا و سلام کہتے ہوئے۔

(مطلب) جنت میں اوپر کے درجے ملینگے اور فرشتے دعا و سلام کہتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے۔ اور آپس کی ملاقاتوں میں بھی کلمات سلام و دعا ان کی تکریم و عزت افزائی کے لئے استعمال ہوں گے۔

(۴) لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝ پ ۲۷۔ ع ۱۴۔

ترجمہ۔ نہیں سنیں گے وہاں بکواس اور نہ گناہ کی بات، مگر ایک بولنا سلام سلام

یعنی لغو اور واہیات باتیں وہاں نہ ہونگی نہ کوئی جھوٹ بولے گا۔ نہ کسی پر جھوٹی تہمت رکھے گا۔ بس ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آئیں گی۔ یعنی جنتی ایک دوسرے کو اور فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے۔ اور رب کریم کا سلام پہنچے گا۔ جو بہت ہی بڑے اعزاز و اکرام کی صورت ہے اور سلام کی یہ کثرت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اب یہاں پہنچ کر تمام آفات و مصائب سے محفوظ اور صحیح سالم رہو گے۔ نہ کسی طرح کا آزار پہنچے گا۔ نہ موت آئے گی نہ فنا ۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد

جنت کا حال کیا کہا جائے کوئی دیکھے تو معلوم ہو کہ کیسی عظیم الشان نعمت اور کتنی بھاری بادشاہت ہے۔ جو ادنے ترین جنتی کو نصیب ہوگی۔

تخت سونے کے تاروں سے بُنے ہونگے نشستگاہیں ایسی ہونگی کہ کسی ایک کی پیٹھ دوسرے کی طرف نہ ہوگی۔ خدمت کے لئے لڑکے ہونگے جو سدا ایک حالت پر رہینگے نتھری اور صاف شراب جس کے قدرتی چشمے جاری ہوں گے۔ اُس کے پینے سے نہ سرگرانی ہوگی۔ نہ بکواس لگے گی۔ کیونکہ اس میں نشہ نہ ہوگا۔ خالص سرور اور لذت ہوگی۔ جنتیوں کو جس وقت جو میوہ پسند ہو اور جس قسم کا گوشت مرغوب ہو بدوں محنت وتعب کے پہنچیگا۔ درخت قسم قسم کے میوہ دار پھلوں سے لدے ہونگے نہ دھوپ ہوگی نہ گرمی سردی لگے گی نہ اندھیرا ہوگا۔ صبح کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے جیسا درمیانی وقت ہوتا ہے۔ ایسا معتدل سایہ سمجھو اور لمبا پھیلا ہوا اتنا کہ بہترین تیز رفتار گھوڑا سو برس تک متواتر چلتا رہے تو ختم نہ ہو۔ میوے لینے میں کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہو۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پ ۱۱۔ ع ۶۔

ان کی دعا اس جگہ یہ کہ پاک ذات ہے تیری یا اللہ اور ملاقات ان کی سلام اور خاتمہ ان کی دعا کا اس پر کہ سب خوبی اللہ کو ہے جو پروردگار ہے سارے جہان کا۔

(مطلب) جنت میں پہنچکر جب دُنیوی تفکرات و کدورات کا خاتمہ ہوگا۔ اور محض سُبحان اللہ کہنے پر ہر چیز حسب خواہش ملتی رہے گی ۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۱۔ طبیب امیر علی صاحب قریشی کتب فروش مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر

۲۔ مولوی عبدالولی صاحب شاہی بازار سکھر سکھر

۳۔ میاں محمد رفیق صاحب برتن فروش اکبر بازار خانیوال ضلع ملتان۔

۴۔ ابوظفر حاجی نور محمد صاحب چوہان مسلم نیوز ایجنسی کہروڑ پکا ضلع ملتان

۵۔ حکیم شمس الدین صاحب قریشی دواخانہ ٹیکسلا۔ ضلع راولپنڈی

۶۔ مولوی نور دین صاحب بیرون دروازہ قلعہ میاں سنگھ متصل اللہ دتا ماڈل ہائی سکول گوجرانوالہ ٹاؤن۔

۷۔ مولوی علی محمد نذیر احمد صاحبان کریانہ مرچنٹس۔ گول بازار اوکاڑہ

۸۔ مولوی عبدالرشید صاحب امام مسجد محلہ مہرپورہ کیمبلپور

۹۔ میاں محمد صادق صاحب مہر ساز جی ٹی روڈ نظام آباد پنجاب

۱۰۔ موی شبیر محمد صاحب معرفت جناح کلمہ سٹور۔ پیچھے دہلی روڈ

۱۱۔ صوفی محمد طاہر صاحب پنساری فروش کارخانہ بازار چک جھمرہ (لائلپور)

۱۲۔ مولانا عبدالواحد صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ ٹاؤن

۱۳۔ میاں رشید احمد صاحب آزاد نیوز ایجنسی بورے والہ ضلع ملتان

۱۴۔ میاں منظور احمد صاحب ایجنٹ اخبارات لانڈیاں والہ ضلع لائلپور

۱۵۔ منشی برکت علی صاحب مکان B/89 گلی مندر آریہ سماج۔ دہاڑی

سے حاصل کریں

محمد شفیع عمر الدین

سعی وکوشش

انسان دنیا میں جس طرح کی کوشش کرتا ہے اُسی طرح کا نتیجہ پاتا ہے۔ اچھی بات کی کوشش کا اچھا نتیجہ اور بُری بات کا بُرا انجام پیش آنا یقینی ہے۔ جو عمدہ پھلدار درخت کا بیج بوئے گا تو وہ آخر عمدہ پھل کھائے گا۔ اور جو خار دار درخت بوئے گا تو آخر اُسے کانٹے ہی چبھینگے کسی صاحب نے کیا ہی موزوں بات فرمائی ہے ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

الدنیا مزرعۃ الآخرت دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس جہان میں جو شخص اعمال صالح بجالانے کی کوشش کرتا رہے گا۔ آخرت میں اُس کا نیک انجام دیکھے گا۔ اور بُرائی کے راستے پر تگ ودو کرنے کا برا انجام ہوگا

(۱) متضاد کوشش

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ○ (اللیل آیت ۴)

ترجمہ:۔ بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔

یعنی تمہاری کوشش اور اعمال مختلف ہیں۔ اس لئے آگے چل کر ان کے نتائج بھی مختلف نکلیں گے۔ ایک وہ انسان ہے جو اپنے مقصدِ حیات کو پہچانتا ہے اور عبدیت کا پروگرام جو قرآن مجید اور اس کی شرح حدیث شریف میں ہے اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر آمنا وصدقنا کہتا ہے۔ اعمال صالح بجالاتا ہے۔ دنیا میں بڑی ہوشمندی سے چلتا ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شعار بناتا ہے۔ نیک ماحول میں بود وباش رکھتا ہے۔ اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرتا ہے۔ اور لگاتار روحانی اور اخلاقی ترقی کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

اب دوسرے انسان کی کوشش بالکل متضاد ہے۔ یہ نامعقول اور گندے دھندوں میں اپنی نشست و برخاست رکھتا ہے۔ انصاف پسند نہیں۔ اچھی باتوں کی قدر نہیں کرتا۔ ظلم کرنے سے ہاتھ نہیں روکتا۔ عبدیت کو پرے کر نسیان میں رکھ دیتا ہے۔

(۲) کوشش کا پھل

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ○ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ○ (النجم آیت ۳۹۔۴۰)

ترجمہ:۔ اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو اس نے کوشش کی ہے۔ اور یہ کہ اس کی کوشش جلد دیکھی جائیگی۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ "یعنی آدمی جو کچھ کوشش کر کے کماتا ہے۔ وہ ہی اس کا ہے۔ کسی دوسرے کی نیکیاں سے اُڑے یہ نہیں ہو سکتا۔ باقی کوئی خوشی سے اپنے بعض حقوق دوسرے کو ادا کردے اور اللہ منظور کرے وہ الگ بات ہے جس کی تفصیل حدیث و فقہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ (یعنی) ہر ایک کی سعی وکوشش اس کے سامنے رکھدی جائے گی۔ اور اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا"

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے مرنے پر اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے (۱) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔ (۲) یا وہ صدقہ جو اس کے انتقال کے بعد جاری رہے۔ (۳) یا وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے۔

(۳) ایمان کی شرط

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ○

(الانبیاء۔ آیت ۹۴) ترجمہ:۔ پھر جو کوئی اچھے کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہوگا، تو اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے گی۔ اور بے شک ہم اس کے لکھنے والے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ (۱) جو نیک کام کرے (۲) وہ مومن بھی ہو تو اس کے نیک اعمال کی بے قدری نہ کی جائے گی۔

نیک اعمال کی سعی وکوشش کا پہلا زینہ یہ ہے کہ ایمان لائے۔ ابن کثیرؒ میں ہے کہ جس کے دل میں ایمان ہو اور جس کے اعمال نیک ہوں اس کے اعمال اکارت نہ ہوں گے۔

(۴) بے ایمان کی سعی

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ (الحج آیت ۵۱)

ترجمہ:۔ اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو پست کرنے میں کوشش کی وہی دوزخی ہیں۔

انسان سے تقاضا تو یہ تھا کہ ایمان لاتا۔ عمل صالح بجالاتا۔ اور مغفرت اور عزت کی روزی حاصل کرتا مگر یہ بدبخت احکام الٰہی اور صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر خود بھی غلط راہ پر چل پڑا اور دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا رہا۔ مگر اس غلط روی سے دین برحق کا کچھ بگاڑ نہ سکا مگر اس نے اپنی عاقبت خراب کرلی۔ ایسے بدبخت کو نہ دنیا میں چین وامن کی زندگی بسر کرنے کی توفیق ملی اور نہ آخرت کا دائمی عیش و آرام میسر ہوا۔ کیونکہ آخرت کے طالب کا پروگرام احکام الٰہی کی بجاآوری ہے نہ کہ ان کا انکار۔

(۵) آخرت کا طالب

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا

(بنی اسرائیل۔ آیت ۱۹) ترجمہ:۔ اور جو آخرت چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے۔ اور وہ مومن بھی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

ابن کثیرؒ میں ہے "جو صحیح طریقے سے طالب آخرت ہو جائے۔ آخرت میں کام آنے والی نیکیاں سنت کے مطابق کرتا رہے اور اس کے دل میں ایمان کی تصدیق اور یقین ہو۔ عذاب اور ثواب کے وعدے صحیح جانتا ہو۔ خدا و رسول کے حکموں کو مانتا ہو۔ اس کی کوشش قدردانی سے دیکھی جائے گی۔ اسے نیک بدلے ملیں گے"

(۶) کوشش کی قدردانی

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ○ (الدہر آیت ۲۲) ترجمہ:۔ بے شک یہ تمہارے (نیک اعمال) کا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوگی۔

یعنی نیکوکاروں کے قلوب میں آخرت کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ ہر ممکن کوشش نیکی کے کاموں کی طرف تھی۔ اور دنیا میں جو نیکی کا کام کیا محض خدا کے لئے کیا۔ دنیا میں کسی سے معاوضہ کے طلب گار نہ تھے۔ ان کی کوشش کی بڑی قدردانی ہوگی۔ انھیں جنت عطا ہوگی۔ لہٰذا ان کی کوشش کا یہ ثمرہ بے حساب خوشیوں کا باعث ہوگا۔

(۷) اپنی کوشش سے خوش ہونا

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ○ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ○

(الغاشیہ آیت ۸۔۹) ترجمہ:۔ کئی منہ اس دن ہشاش بشاش ہوں گے۔ اپنی کوشش سے خوش ہوں گے۔

یعنی جنھوں نے اس جہان میں ہر قسم کے نیک اعمال کر کے اپنی جھولیاں بھر لیں اور اپنے مولا پاک کو راضی کرلیا وہ قیامت کے دن جو نہایت ہی سخت اور ہولناک ہوگا، خوش ہونگے کہ ان کی محنت ٹھکانے لگی۔ اور اس کا اچھا اجر ملا۔

نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

حبیبِ خدا ئے جہاں ہے محمدؐ — خدا کی قسم حق کی شاں ہے محمدؐ

بھلا اس کو پھر حشر کا خوف کیسا؟ — وہ جس پر کہ تو مہرباں ہے محمدؐ

جہاں پاسباں بن کے آئے ملائک — ترا ہی تو وہ آستاں ہے محمدؐ

نہ کیوں کفر کی تیرگی دور ہوتی؟ — ترا رُخ صبحِ درخشاں ہے محمدؐ

جو تیرا نہیں وُہ خدا کا نہیں ہے — جو تیرا ہُوا کامراں ہے محمدؐ

فصیحؔ کو تیرے خوف محشر ہو کیوں پھر

تو جب شافعِ عاصیاں ہے محمدؐ

(از فصیح الحسین [illegible])

(۸) فکرِ فردا

یَوْمَ یَتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰی ۔ النّٰزعٰت ۔ آیت ۳۵ ، ترجمہ : جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا یعنی قیامت کے روز نیکی و بدی ظاہر ہوگی ۔ اچھے بُرے اعمال اور اُن کے نتائج اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے ۔

الحاصل عقلمند وہ ہے جو قیامت کے دن کے پیش آنے والے حوادث سے بچاؤ کا فکر آج ہی کرے اور بد اعمال سے دُور بھاگے ۔ یاد رکھیں کفر اور نفاق اللہ تعالےٰ کو نہیں بھاتا ۔

(۹) مفسد

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ط وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ (البقرہ آیت ۲۰۵) ترجمہ :- اور جب پیٹھ پھیر کر جاتا ہے ۔ تو ملک میں فساد ڈالنا اور کھیتی اور مویشی کو برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا ۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں ۔ حالانکہ وہ بہت بڑا مفسد ہے (اہلاک حرث ، زنا ہے اور اہلاک نسل ، لواطت ہے)

بقول ابن کثیرؒ " غرض یہ ہے کہ ان منافقوں کا مقصد زمین میں فساد پھیلانا ، کھیتی باڑی ، زمین کی پیداوار اور حیوانوں کی نسل برباد کرنا ہی ہے ...... ان کی بدکرداریوں سے اللہ تعالیٰ بارش روک لیتا ہے ۔ جس سے کھیتوں اور جانوں کو نقصان پہنچتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو بانیٔ فساد ہوں ناپسند کرتا ہے "

(۱۰) بڑے ظالم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ۝ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (البقرہ ۔ آیت ۱۱۴)

ترجمہ :- اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے کی ممانعت کردی ۔ اور ان کے ویران کرنے کی کوشش کی ۔ ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے ۔ ان کے لئے دنیا میں بھی ذلت ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے ۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ کا حاشیہ :- اس کے شانِ نزول میں اقوال ہیں کہ انھوں نے یہود سے مقابلہ کرکے توراۃ کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا یا مشرکین مکہ کہ انھوں نے مسلمانوں کو محض تعصب و عناد سے حدیبیہ میں مسجد حرام (بیت اللہ) میں جانے سے روکا ۔ باقی جو شخص کسی مسجد کو ویران یا خراب کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے (یعنی) ان کفار کو لائق یہی تھا کہ مساجد اللہ میں خوف و تواضع اور ادب و تعظیم کے ساتھ داخل ہوتے ۔ کفار نے وہاں بے حرمتی کی ، یہ صریح ظلم ہے ۔ یا مطلب یہ ہے کہ اس ملک میں حکومت اور عزت کے ساتھ رہنے کے لائق نہیں ۔ چنانچہ یہی ہوا کہ ملک شام اور مکہ اللہ نے مسلمانوں کو دلوا دیا "

حدیث :- جب تم بہشت کے باغوں میں جاؤ تو وہاں کا میوہ کھاؤ ۔ آپؐ سے پوچھا گیا یا رسولؐ اللہ بہشت کے باغ کیا ہیں ۔ فرمایا مسجدیں ۔ پوچھا گیا یا رسولؐ اللہ اُن کا میوہ کیا ہے ۔ فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ۔ (مشکوٰۃ)

نیز حدیث میں وارد ہے جو شخص مسجد کی طرف گیا وہ خدا کی نگہبانی میں ہے ۔ (مشکوٰۃ)

حدیث
خدا کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین مقامات مساجد ہیں ۔ اور بدترین مقامات بازار ہیں ۔ (مشکوٰۃ)

یا اللہ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرما ۔ زندگی میں ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما ۔ ہماری کوشش قبول فرما ۔ آمین ۔

بچوں کا صفحہ

ہجرت مکہ

کمال الدین مدرس - لاہور کارپوریشن

پیارے بچو! آج کی صحبت میں یہ بات بتانی ہے کہ حضورؐ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کیوں ہجرت فرمائی! بات یہ ہے کہ حضورؐ کو جب اس بات کا پکا یقین ہو گیا کہ مکہ میں رہ کر اسلام کی تبلیغ میں کامیابی بے حد مشکل ہے۔ ایک دو سال نہیں پورے تیرہ سال حضورؐ نے کفارِ مکہ کو سمجھایا کہ اے لوگو! کفر شرک کی باتوں سے باز آ جاؤ۔ ان خود ساختہ بتوں کی پوجا چھوڑ دو کلمہ پڑھ لو مسلمان ہو جاؤ۔ خدا راضی ہو جائے گا۔ اس کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔ جُوں جُوں ان کو سمجھایا توں توں یہ سر پر ہی چڑھنے گئے۔ اس قدر تکلیفیں پہنچائیں جو بیان سے باہر ہیں۔ جب تکلیفیں پہنچا کر بھی دل ٹھنڈا نہ ہوا۔ تو آخرکار مار ڈالنے کی تجویز پاس کر لی۔ جب ان نالائقوں نے یہ ارادہ کر لیا۔ تب اللہ پاک نے حضورؐ کو حکم دیا کہ اے میرے حبیب لبیب اب آپ یہاں نہ رہیں۔ یہ لوگ آپ کی جان کے دشمن ہیں اور آپؐ فوراً یہاں سے مدینہ تشریف لے جائیں۔ یہ خبر سنتے ہی پہلے پہل تو حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کو پوشیدہ طور سے ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک ایک دو دو کر کے سب حضرات مدینہ طیبہ چلے گئے۔ صرف حضورؐ۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ اور وہ کمزور لوگ جو ہجرت کرنے سے معذور تھے۔ مکہ میں رہ گئے کفار کو جب اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے فوراً مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کی میٹنگ طلب کی اور اس میں ابوجہل کی تجویز کے مطابق رائے پاس ہوئی کہ آج ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر کے اسلام کا قصہ ختم کر دیا جائے۔ جلسہ میں یہ بات بھی طے ہوئی کہ ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی اپنے پورے قبیلے کی طرف سے اس ہنگامہ میں شامل ہو۔ تاکہ پھر کسی قبیلہ کو اعتراض یا بدلہ لینے کا موقعہ نہ رہے۔ ادھر اللہ پاک نے حضورؐ کو ان کے ناپاک مشورہ کی اطلاع دے دی اور فرمایا کہ آپؐ ...... یہاں سے مدینہ شریف ہجرت کر جائیں۔ کافر نوجوانوں نے اُسی رات کی اندھیری میں حضورؐ کے دولتکدہ کا محاصرہ کر لیا کہ حضورؐ ذرا نکلیں تو وہیں ختم کر دیا جائے۔ حضورؐ نے جب نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ تاکہ گھر میں نہ ہونے کا کسی کو پتہ نہ چلے۔ حکم ملنے کی دیر تھی اپنے روحانی آقا کے فرمان پر بے دھڑک بستر پر لیٹ گئے۔ اس بات کی پرواہ نہیں کہ کفار میری اس حرکت پر میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ وہاں تو یہ جذبہ کام کر رہا تھا کہ ہماری جان جائے تو جائے۔ مگر آقا کا بال بیکا نہ ہونے پائے۔ حضورؐ دروازہ پر تشریف لائے کفار کا مجمع موجود تھا۔ انتظار تھا کہ ذرا نکلیں تو کام تمام کریں۔ حضورؐ نے سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع کی فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ کئی دفعہ پڑھا۔ اللہ پاک نے انکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور حضورؐ ان کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے صحیح سلامت باہر تشریف لے آئے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضورؐ کے ساتھ چلنے کے شوق میں ٹھہرے ہوئے تھے اور عبداللہ بن اریقیط (راستہ بتانے والا) اور دو سانڈنیوں کا انتظام کر چکے تھے یہ تینوں حضرات مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور تھوڑی دور آگے چل کر غار ثور میں قیام فرمایا۔ ادھر کفارِ مکہ کو جب اپنی شکست کا پتہ چلا تو ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔ بہت ہی حیران و پریشان تھے کہ یہ کیا ہُوا۔ اِدھر اُدھر تلاش کرنا شروع کیا اور یہ بھی اعلان کیا کہ جو شخص حضورؐ کو پکڑ کر لائے گا۔ اس کو سو اونٹ انعام میں دیئے جائینگے انعام کا سنتے ہی سب نے جان توڑ کر کوشش کی۔ بلکہ ایک جماعت تو پتہ لگاتے لگاتے عین غار کے منہ پر ہی جا پہنچی۔ اگر وہ ذرا اور جھکتے تو یقیناً حضورؐ کو دیکھ لیتے۔ مگر جسے مولا رکھے اُسے کون چکھے۔ کے مصداق وہاں سے بھی ناکام واپس لوٹے حضرت ابوبکر صدیقؓ تو اس موقع پر گھبرا گئے تھے کہ ایسا نہ ہو ان میں سے کوئی حضورؐ کو دیکھ لے اور تکلیف پہنچائے۔ حضورؐ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ خدا کی قدرت دیکھیے کہ ایک مکڑی نے غار کے مُنہ پر جالا تن دیا۔ اور کبوتر نے گھونسلہ بنا لیا اور دیکھنے والوں کو حضورؐ کے موجود ہونے کا خیال بھی نہ ہوا۔ ان تلاش کرنے والوں میں سب سے زیادہ تیز ترار امیہ بن خلف تھا۔ وہی بولا کہ چلو یہاں نہیں ہو سکتے۔ تین دن غار ثور میں پوشیدہ رہے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر مسجد قبا میں پہنچے۔ راستہ میں بہت سے معجزات حضورؐ سے ظاہر ہوئے جو بڑی بڑی کتابوں میں بیان کیے گئے ہیں۔ قبا میں کچھ قیام فرمایا۔ ایک مسجد تعمیر کی۔ جس میں حضورؐ بھی دوسرے لوگوں کی طرح پتھر مٹی ڈھو رہے تھے۔ وہاں حضورؐ نے نماز پڑھائی اور تقریر فرمائی۔ یہ مسجد بھی حضورؐ کے دستِ مبارک سے سب سے پہلی مسجد تھی اور یہ تقریر بھی آزاد اسلامی جلسے میں سب سے پہلی تقریر تھی۔ پھر قبا سے مدینہ طیبہ تشریف لائے اور سب سے پہلے حضرت ایوب انصاریؓ کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ جس سال حضورؐ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ اسی سال ایک تاریخ کی ابتدا ڈالی گئی اس کو سن ہجری کہتے ہیں +

عبدالمنان
چوہان

سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

دربارِ رسالت میں ہدیۂ عقیدت

ایسے کہاں نصیب جو جانا نصیب ہو
دیدار روضہ پاک کا پانا نصیب ہو

پُرنم ہے چشم، چشم کی ہے آرزو یہی
خاکِ درِ رسولؐ لگانا نصیب ہو

اے کاش جو مدینے کی گلیوں میں ہو گزر
آنکھوں سے بحر اشک بہانا نصیب ہو

فرقت میں آپ کی جو گزاری ہیں رات دن
اک اک گھڑی کا حال سنانا نصیب ہو

ہو جاؤں خوش نصیب زیارت جو ہو نصیب
برباد دل کو کوئی ٹھکانا نصیب ہو

پہنچاوے مجھ کو میرا مقدر جو روضہ پر
یا رب نہ لوٹ کر مجھے آنا نصیب ہو

جاؤں میں پھول گجرے مظفرؔ لئے ہوئے
روضہ پہ کاش پھول چڑھانا نصیب ہو

سید مظفر حسین شاہ مظفر

ضروری اعلان

مدارس عربیہ کی تنظیم کا احساس ایک عرصہ سے اہل مدارس اور علماء کرام میں موجود تھا۔ ملک میں جدید تعلیمی عزائم کے پیش نظر اس احساس نے اہمیت اختیار کر لی۔ چنانچہ نہایت موزوں اور مناسب وقت پر اس مقصد کے لئے **وفاق المدارس عربیہ** کی تشکیل کا عملی قدم اٹھایا گیا۔ بعض غلط فہمیوں کی بنا پر اس تشکیل میں انتشار یا اختلاف کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا جو بحمد اللہ تعالیٰ باہمی صفائی سے دُور ہو گیا۔ اور ۱۶ ر ۱۷ ر ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴ ر ۲۵ ر جون سنہ ۱۹۵۹ء کو تنظیمی کمیٹی کے اجلاس میں بمقام مدرسہ خیر المدارس ملتان بلا اختلاف **وفاق المدارس العربیہ** کی تشکیل کے انتظامات اور تدوین دستور میں سب نے حصہ لیا۔

الحاق فارم کی وصولیابی کیلئے آخری تاریخ یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۷۹ھ اور وفاق کی مجلس شوریٰ کے انتخابی اجلاس کے لئے ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۹ھ مقرر ہوئی ہے۔ نیز طے پایا۔ کہ

۱۔ تمام مدارس دینیہ کے تین درجے ہوں گے۔

(الف) ابتدائی :۔ قرآن مجید کی تعلیم سے کافیہ تک۔
(ب) وسطانی :۔ جلالین مشکوٰۃ تک۔
(ج) فوقانی :۔ دورہ حدیث و تکمیل تک۔

۲۔ **وفاق المدارس العربیہ** میں شامل ہونے والے مدارس کے ذمہ حسب ذیل شرح سے سالانہ فیس ادا کرنی لازمی ہوگی۔

ابتدائی مدارس	وسطانی مدارس	فوقانی مدارس
۲۵ روپے	۵۰ روپے	یکصد روپیہ

۳۔ **وفاق المدارس العربیہ** کے فارم الحاق خانہ پُری کے بعد مع فیس بذریعہ منی آرڈر یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۵ ستمبر سنہ ۱۹۵۹ء تک وفاق کے مرکزی دفتر (مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر) میں بنام صدر پہنچ جانے ضروری ہیں۔ لہٰذا تمام مدارس عربیہ کے منتظمین و مہتممین سے اپیل کی جاتی ہے کہ وفاق کی طرف سے دوبارہ ارسال کردہ فارموں کی خانہ پُری کر کے مع اپنے اپنے مدرسہ کے درجہ کی فیس کے یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۷۹ھ سے پہلے بنام صدر بھیج دیں۔ جو اہل مدارس یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۷۹ھ کے بعد اپنا فارم اور فیس بھیجیں گے۔ وہ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۹ھ کے انتخابی اجلاس شوریٰ میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔ البتہ انکی رکنیت اور الحاق منظور کر لیا جائے گا۔ اور جن مدارس کے پاس ہماری لاعلمی کی وجہ سے فارم نہ پہنچ سکیں وہ ازراہ مہربانی خود ہی اپنے پتہ سے مطلع فرما کر صدر دفتر سے فارم طلب فرمالیں۔ **نوٹ**:۔ فارم الحاق ایک اصل اور ایک مثنیٰ ہے اصل پُر کر کے دفتر مرکزی میں بھیجیں۔ اور مثنیٰ پُر کر کے اپنے پاس رکھیں +

دستخط خیر محمد عفی عنہ
صدر تنظیمی کمیٹی وفاق المدارس عربیہ پاکستان (مہتمم مدرسہ خیر المدارس بیرون بوہڑ دروازہ ملتان شہر)

ضروری اعلان

فن تجوید و قرأۃ کی معیاری درسگاہ مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کچہری روڈ ملتان شہر کا پانچواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۵/۱۶ صفر المظفر سنہ ۷۸ھ مطابق ۲۱/۲۲ اگست سنہ ۵۹ء بروز جمعہ ہفتہ باغ لانگے خاں ملتان شہر منعقد ہو رہا ہے۔ حضرت العلام مولٰنا سیدگل بادشاہ صاحب آف مردان کے علاوہ دیگر علماء کرام و مشائخ عظام و قراء صاحبان نے شرکت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔

المعلن خادم القراء غلام قادر مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کچہری روڈ ملتان شہر

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا۔